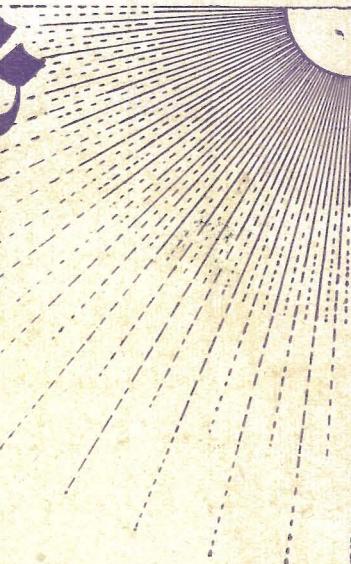
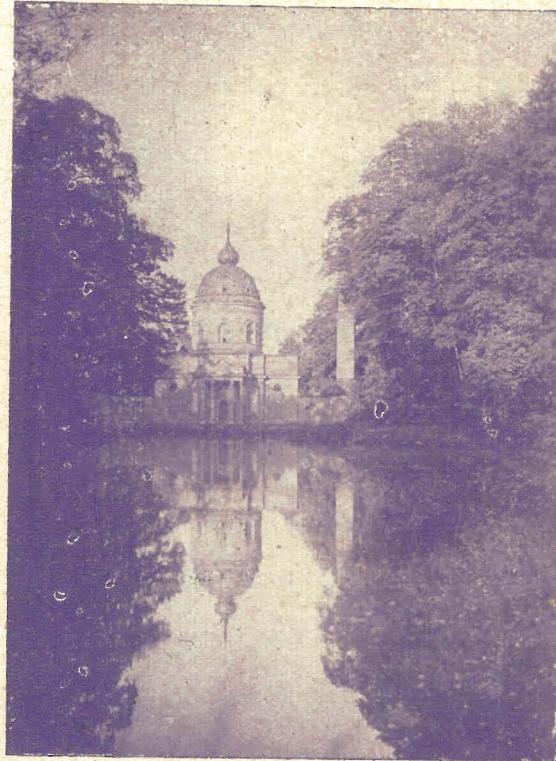


شام الایسلام



S
H
A
M
S
—
U
L
—
I
S
L
A
M

M
O
N
T
H
L
Y
B
H
E
R
A



MASJID built by German Muslims, Schwebzingen (Germany).

Chief Editor:- Zahur Ahmad Bugvi.

یہ جامع الشریعت الطلاقیت قدوة الکینڈ بذل الحارفین سنو حدیث مولانا حمل حکم بیوی حمدیہ الدار قدوة
بیوی کارا علی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تصلی اللہ علیہ وسالم علیہ السلام بگوی محترم اللہ علیہ حریر باری کیتی گیسا ہے
پایا جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تصلی اللہ علیہ وسالم علیہ السلام بگوی محترم اللہ علیہ حریر باری کیتی گیسا ہے

سبحان

حرز الاصار بھیرہ (پنجاب)

درالشہ فی دین کے درگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد ۔ روا، اندوں و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشتاعت اسلام۔

طرازیہ کار شعبیں نصباب التجیل نصباب اتفکیل ولی المبلغین عربک کالج تعلیم القرآن کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام فی رہا ہے (۲)، مبلغین کے ذریعے ملک کے طوں عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جاتی ہے (۳)، سالانہ غلطیم اشان کا فرنس (۴) امیر حزب الاصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ رہا ہے (۵)، کتب خانہ رہ، جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر۔

جسریہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ جو صاحب حزب الاصار بھیرہ کو کم پاچ روپیے ماہنہ عطا فرمائیں گے وہ سپریست منتصور ہوں ایسے صحابہ کے نام جس کی سلام میں ہدیت شائع ہوا کرنے کی بیے حضرت کی سفارش پر کاپس امام مساجد غرباً یا طلباء کے نام جزیدہ بلا حادف بھاری کیا جائیگا۔ پاچ روپیے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ یہ صاحب ماہنہ عطا فرمائیں گے وہ مخاذین میں شمار ہوئے۔ حادف ان کی سفارش پر زمیں امام مساجد غرباً یا غلط طبائع کے نام برداشت جاری کیا جائیگا۔ اور معاونی کے اسماء بھی شکریہ کے ساتھ جسریہ میں درج کئے جائیں گے۔

۲۔ کان حزب الاصار کے نام جزیدہ غفت بھیجا جاتا ہے جنپر کیتیں کم از کم چار آٹھ ہزار یا میں روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳۔ عام جزیدہ سالانہ عین روپیہ مقرر ہے۔ نوونہ کا پرچین آٹھ کے سبق موصول ہوتے پر بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ دوسرے سالانہ عین روپیہ مقرر ہے۔ اسکے پہلے عشرہ میں بذریعہ داک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں جس صاحب کے پہنچنے کی ۲۰ نایخ نہ سالانہ ملے انکی طرف تک اطلاع وصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ نہیں کی صورت میں ذفر ذمه وارنا ہو گا جملہ خط و کتابت و تریلی زرباتم فیح سالانہ اسلام بھیرہ (پنجاب) ہوئی چاہیے

چندہ لالا نہ
بھیو

(پنجاب،
بھیو)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا هَنَا مَكَةُ

شمس الـ سلام

جولدر کے بابت ماه نومبر ۱۹۳۷ء اگر طبق ماه شعبان نمبر ۱۱

صفحہ	ہفتہ صحت پین	بنر شار
------	--------------	---------

۲	سماوف قرآن	۱
۵	حکمت و موعظت	۲
۸	تصوف و اخلاق	۳
۱۰	بصائر حکم	۴
۱۱	مرح صحابہ رضی اللہ عنہم	۵
۱۲	تہذیب و تحسیہ	۶
۱۵	حضرت خارق انعم (نظم)	۷
۱۶	قصۂ فدک	۸
۲۲	شمیوں کی مانہت کا یقی	۹
۲۳	اطلاعات	۱۰
۲۷	سفینہ الہیت	۱۱
۳۰	افادت اور ریطہ	۱۲
۳۱	امام غائب کی آمد	۱۳
۳۳	بیگش نہی و مطلبی شیعہ کی دسویں ملاقات	۱۴
۳۸	معیار صداقت	۱۵
۴۰	موعظ حسنہ	۱۶
۴۲	کیفیت کارکردگی	۱۷
۴۴	رشکر و انتہان	۱۸

معارف قرآن

بَابُ التَّصْدِير

أُولَئِكَ الَّذِينَ اسْتَرْوَا الصَّلَةَ بِالْمُهْدَىٰ فَمَا يَحْكُمُ
بِمَا حَسِّمَ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ . مَثَلُهُمْ كَمِثْلِ الَّذِي
اسْتَوْقَدَ نَارًا . فَلِمَّا أَضَاعُتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ
بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلْمَاتٍ لَا يُبَصِّرُونَ . صُمُمٌ بُكْمٌ عَيْنٌ
فَصَدَمْلَاءٌ يَرْجِعُونَ ۝

یہ مذاق (وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت فی کر گراہی خردی)۔ سوانح کی تجارت سے کچھ بھی نفع نہ ہوا اور نہ فی (تجارت کیا) ہی نہ ہوتا۔ ان کی مثل یہ شخص کی ہے جس نے آگ سکانی پر اس کے آس پر روشی ہو گئی تو خدا نے ان کی روشنی بھجا دی۔ اور ان کو اندر طبیریوں میں پچھوڑ دیا کہ نہیں دیکھتے۔ وہ گونجے ہے اندھے ہیں وہ (کسی طرح) را پہنچ آؤں گے۔

اس سے پیشہ قرآن مقدم نے منافقین کی عبارتی، غداری، دھوکہ دہی اور چند دیگر جاہلات کو بے نقاب فرایا تھا۔ اکہ سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان ان کی عبارتی اور منافقتوں و مخاومتوں کا شکار نہ بن جائیں۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ مذاہات و مسادات کی دلدارہ قوم خاقان پر علامہ مظاہر میں کو صداقت و حقانیت پر بنی سمجھتے ہوئے سراب کے نظاروں کو واقعیت کا زنگ دے دے کار ساز عالم نے انسانی قومی کے اندر ایک فطرت کا ازالی لور و دلیلت فرایا ہے۔ اگر یہ باطنی بیش ہے گرانقدر نورگناہوں کی تارکیوں اور معاصی کی آلائشوں میں مجبوب نہ ہو جائے۔ اور طاغوتوں تبیں عقل و بصیرت پر پرداز سے نہ ڈالی جائے۔ تو یقیناً انسان حرط سستقیم اور فوز عالمیم کو پا سکتا ہے لیکن اس کے بالعکس اگر وہ قدرتی شکار عالم و وجود میں کسی سیاہ کاری اور تیرہ بختی کے کثیف جواب میں دب گیا۔ اور قلبی سفر رکا وہ کسے یا لئے جو حیات انسانی کو محیر انتقول عدیم النظیر اصولوں اور بیانہ مقاماتی بھی جذب میں منصب ہونے کے لئے مختار کرتا ہے۔ وہ کسی بُرستی کے تلاطم خیز احوال کی نذر ہو گیا۔ تو پھر وہ تارکیوں میں لکھو کریں کھانا۔ اندھیروں کے میں جواب و نقاب میں دھکے کھانا رہتا ہے۔ بہی حال مدنون فقین کا تھا۔ انہوں نے اپنے ازلی نور کی قدر قیمت کوئی پہچانا۔ صداقت و ہدایت

کے منافع اور ضلالت و عصیان کے تباہ کارانہ نشانج پر غور نہ کرتے ہوئے ہمیست کی بے بہا نیت کو دیکھلات کی بے سود بلکہ تباہ کو ظلمانیت کو خرید لیا۔ اور لذات فانیہ کو عالمیہ کے نشاط پر وحدت ائمہ للاط پر ترجیح دی۔ اس بیح کی ابتداء جہالت و قدر ناشناسی پر تھی۔ اور انتہا یاں و حوالی تھیں وسط منزل کو عالم تحریر سے موسم کیا جاسکتا ہے۔

ان تیقین سے بے بہا تردیکی ملیخ قوم کی مثال یوں ہے۔ کہ اپنی بصر و بصیرت پیدا کرنے کی فرضیت سے الگ سلاکائی جب اس کے آس پاس روشنی نہیں ہوئی۔ اور وقت قریب آگئی بدل کی تہائی لوپی ہوں یعنی انہی کیفیات اور انہی جذبات میں سب روشنی تاریکی سے تبدیل ہوئی بس پچھلیا تھا؟ تحریر کے متوج آفرین بھرپے کناریں غرقابی دبر باد کی۔

وہ الگ ایک طبق کے لئے روشن ہوئی تھی۔ اور وہ قدرتی لوز ایک عشر ساعت کے لئے جگہا کیا تھا۔ اور یہی وقت ہمیست و ضلالت بصیرت و عصیت اور سعادت و شقاوت کے امتیاز کا تھا۔ مگر آہ اور قیمتی لمحہ بھی حوالی تھیں اور قدر ناشناسی کی نذر ہو گیا۔ اور حصب و لفاق جد و کیفیت غصب کی ایسی اندھیری گردی اچھائی کے تردکھڑی ظلمات لا یہ صُرُون ۷

ندھماکا جائے ہے اُن سے نہ ٹھیر جائے ہے اُن سے

ایک سیلم الفطرت انسان کے لئے تو تمام کار خانہ عالم تسلیم و القیاد کا سبق آموز ہے۔ اور تمام آثارِ قدرت ایک رسرب و فائدہ کا مفہوم رکھتے ہیں۔ مگر مرضہ فطرت اور آفت زدہ داروغ کو شور قیامت بھی بیدار نہیں کر سکتا۔ صحیح قوئے عمل ایک بڑوکر سے منزل شناسی تک پہنچ جاتے ہیں مگر مسرووف قوئے تک نہ زہاروں نہیں لاکھوں بڑوکریں بھی رہسوی اور عرخان منزل میں تمد و معافی ثابت نہیں ہوئیں۔

اب منافقین کا گردہ طوفان تردکی ان حریت زا تھیڈیوں میں گونگا ہو گیا۔ کہ وہ اپنے دل کی بیماری روحاں طبیب کے سامنے پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اور یہ نفاق پور طالیغہ اندھا بھی ہے کہ خود بخود آثارِ قدرت کا مطالعہ کر کے راہ راست پر نہیں ہے سکتا۔ اور بہر ابھی ہے کہ کسی ہادی حق کی مؤشر تبلیغ اور حق و صداقت کی آواز کو سُنکر ہٹاڑ ہو۔ اور اپنے مستقبل کو حرم و احتیاط کی روشنی میں کامیاب بنانے کی سعی کرے۔

الْبَلَاغَةُ:- کلامِ الہی میں ذہب کو باد کے ساتھ مشدیدی کرنے اور ہزو کے

ساتھ مشدیدی نہ کرنے سے ذہب کو سختے میں اور کبھی اطمانت اور شکست پیدا ہو گئی تھی۔

کے پیش نظر ذہب اسٹلٹان بھالہ اُس وقت کہتے ہیں جب سلطان ایک کچی کوڑی بھی تیچے نہ چھوڑے۔ اور سب سے عجیب تر لطافت یہ ہے کہ مثال میں نور کے گھم ہو جانیکو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا رہا میں نگاہ حقیقت آشنا کے لئے سب سے باریک تر فلم یہ ہے کہ تمام افعال اگرچہ مجازاً عمل و اسباب کی طرف منسوب و مند کئے جاسکتے ہیں مگر فی الحقیقت دانا انسان سد کی مدیانی کڑا لوں کو اپنا مشتہاً تھے تخلی نہیں سمجھتا۔ بلکہ اسکی منحکاء نظر حقیقی سبب الاسباب پر ہوتی ہے۔ کسی عارف بالله نے کہا ہے

گرگز بارت رس ز خلق مرنج کند راحت رس ز حسلنی۔ ز رخ
از خدا داں خلاف دشن و دوست کردی پر د در تصرف اوست
گرچہ پیسہ از کماں ہے گدرد از کماندار بنند اصل خرد
اللَّهُمَّ إِنَا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ وُصُوصِ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا ۝

سلم کی دعا

(اثر زبیری)

تجھے بیین کا صدقہ تجھے رحمٰن کا صدقہ
اللٰہ تھکن کو سارے معطیے اکی شان کا صدقہ
بڑھائے جو شانِ ایمان کاملِ ایمان کا صدقہ
عمر فاروق سے ذیجاہ اور ذیشان کا صدقہ
میرے مولا تجھے مظلومی عثمان کا صدقہ
حل کردے پیشکل حیدرِ ذیشان کا صدقہ
عطاؤ کرنے و نصرت حضرت سلام کا صدقہ
کرم کر کوئیوں کے بیکنہ بہان کا صدقہ
تجھے لطف کرم کا درست احسان کا صدقہ
خدای کاروں کے جوش صادقِ اہل ان کا صدقہ

اللٰہ حسم کر اسلام پر آن کا صدقہ
مسلمانوں کی کشتی عرق ہوتی ہے بچالینا
ملقب حضرت صدیق ہم کو صدقہ نیت کے
ہم اسے قلب افسرہ میں روحِ زندگی بھر دے
خبر لے آج پھر عثمانیوں پر کوہ غشم لوٹا
ہمیں روکا گیا ہے مردِ اصحابِ ثلاثہ سے
تھے محبوب کی امت ہے پھر زندہ میں عدا کے
ستھر پر صبرہ اغلال سے بھرشن ماریت
اللٰہ جذبۃ اسلام سے سیلوں سو گرام کے
رسلم میں کرتے تھی پکٹ مزینی خوچیہ

حکمت و موعظت بَابُ الْحَدِيث

کُنْ فِي الدِّنِ إِذَا كَانَ لَكَ غَيْرُهُ أَوْ عَامِرٌ سَبِيل (بخاری)

دنیا میں ایک مسافر یا رہگرد کی مانند بودو یا شُ اخْتِیار کرو۔

نہ کامہ زادِ عالم کو بعض دفعہ سطحی نظریں عالم بقا سمجھنے لگتی ہیں۔ انسان بقا کو محبت و پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن فنا کا تجھیں بھی اس کو گراں گزتا ہے۔ مگر قابِ غور امر یہ ہے کہ کیا حقیقتی آئس کی تھاؤں کا مصدقاق و مظہر ہی مادی دین ہے جس کو وہ اپنے لئے ایک عرصہ بقا سمجھ جائے؟ یا اس وادی پر خارکی قطعِ مسافت کے بعد منزلِ مقصد کچھ اور ہے؟

ارشادِ غیری نے توضیح فرمائی کہ عالم فنا کو عالم بقا سمجھ جائے ایک بہت بڑی علمی ہے جو شاہراہِ منزل پر چلنے میں مانع اور رہ نہ دی میں سنگ گراں کی طرح حائل ہے۔

دنیا کی آرائشی و پیراستگی زیماں ایش و نما ایش کو دیکھنا لیکن بتجدد و تحدث بوت و خیات بہیگی و پیوسٹمکی تلوون و تصنیع میں غدر نہ کرنا تجھ نظری دید گفرنی ہیں تو اور کیا ہے؟ دنیا اپنے ہر دور دگر کش ہر حرکت و سکون سے اپنی خانشیت کے متائق اعلان کر رہی ہے۔ وہ ستارہ ہے کہ بیری بیانِ خشت فنا پر ہے لیکن بیری سہ صدیں لاک بقا سے متصل ہیں۔ بیری سلسلہ و جد امید دیاں میرت و حسرت و حیات و موت۔ شیرینی و تلخی اور کامرانی و ازری سے جڑا سوئا ہے۔ اس لئے اگر انسان ایستادی مرحلہ سے ہی دنیا کو ایک سرائے اور مسافر خانہ سمجھ لے۔ اور لشکن کر لے۔ کہ میں منزلِ لقما کارا ہی اور غیر فانی مقام کارہ نور دھوں۔ تو پھر نہ یہ دنیا دی جاہ و جلالِ خشم و شتوکت پر پتہ کے بڑی وقت رکھتے ہیں اور نہ یہ فانی ساز و سماں کی حقیقت کے متضمن حلوم ہوتے ہیں۔ فہرستے نظر و بصر وہی ایک محبوب و مرغوب مقام ہے جس کو وہ اپنی منزلِ مقصد لے سمجھے۔

اس نظریہ کے شیقان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کے اختتام رہنے تو حسرتیں لا جتن ہوتی ہیں۔ اور نہ عموم و ہموم کا دفور ہوتا ہے۔ اور نہ یہ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ علی لے ب آرزو کہ خاک شدہ

بلکہ وہ اپنے اندر ایک سُرت پر بھیت محسوس کرتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے کہ منزل مقصود و مق مق مطلوب پر پہنچ چکا۔ آج اس کی پر خار وادی کی سافت اور مصائب و نواب کا اختتام ہو چکا۔ اگر وہ اپنی نظریں اسی دنیا پر چالے۔ اور اسی کوہی اپنا نہتھائے سی و طلب صحولے تو پھر یا گہانی حلت کا پیغم ایک کریم صوت کا جامہ پہن لیتا ہے۔ اور اس کی سامنہ ایک غیر مشق ناگوار آواز کے سُنسن پر جو ہر جا بیہی ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عمرؓ فرمایا۔ اِذَا اَمْسَيْتَ فِلَّا تَنْتَظِرِ الْكَصْبَاحَ وَاذَا اَصْبَحْتَ فِلَّا تَنْتَظِ الْمَسَاءَ وَخَذْنَ صِنْكَ لِمِصْنِكَ وَمِنْ حَيْوَاتِكِ لِوَتِكَ کہ جب تم پر رات آجائے تو تجلی صحیح کی انتظار نہ کرو۔ اور جب تم صبح کی ضیا پر ورانوار سے تفید ہو جاؤ۔ تو پھر شب کے آنے کا یقین نہ کرو کیونکہ تم قطعی طور پر نہیں جان سکتے کہ موت کس وقت اپنے آغوش میں لیتی ہے۔ ہاں اپنی صحبت کی حالت میں مرض کے لئے سامان پیدا کرو۔ اور اپنے عرصہ حیات کو موت کے بعد عالم لبکا کی کامرانی کے لئے صرف کردو۔

یہ ہے انسانی زندگی کا وہ زرین اصول جس کی محرفت انسان بلند مدارج پر فائز ہو سکتا ہے
حضرت میرزا جان جمال شہید حجۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی میں اپنے سنبھ کے لئے مکان نہ بنوایا تھا۔
اکیل مقول خادم نے مکان بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت مرحوم نے ارشاد فرمایا۔ برائے گذشتمن خانہ جو شی
و خانہ بیگانہ را راست۔

۳، لَا يَنْظُرَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَىٰ مَنْ جَتَّ إِذَا سَكَ بِطْسًا (بخاری - مسلم)
باری تعالیٰ نبیت کے دن اُس کی طرف نظر رہتے فرمائیں گے جن نے اپنے ازار کو تکبیر سے لھینا۔
اسلام و تکبیر میں آتش و آب کا تضاد ہے۔ اسلام کے مقدس اصول کسری و انکسار
کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ من آزار کو گھبیٹ کر جلپانہ توبت پرستی و شرک ہے۔ اور نہ کفر وال المحار
لیکن انا سبکم الداعلے اکھلانے والے جذبہ فرعونیت کی صدائے بازگشت ضرور ہے
اگرچہ اسیال ازاریں نقایص نواویجی ہیں۔ مگر ب سے بلا نقص وہی ہے جو اسلام کی روخت
پیار اندماز ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ :-

فقال ابو بکر يا رسول الله ان العاهد دعا فقام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انك لست ممن يفعله خيلاً . لیکن حضرت صلیت نے عرض کی کر لے رسالت تا ب (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا آزار ڈھیا لاطڑ جاتا ہے۔ تو اپنے فرمایا کہ اے ابو بکر تو ان لوگوں سے نہیں جو اس جال از ار (چادر کو گھبیٹ کر لے) کبر کے باعث کئے ہیں۔

بلکہ جو یا کب اتفاق اور حبسم و جستہ کی ساحت سے ایسا واقع ہو جاتا ہے۔

تو اب آپ نے حبسم و جس کے الفاظ مبارکہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تفسیر سے سمجھ لیا کہ اس بحال از ارہی میں خدا کا غضب جلالِ حکومت نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کے اندر شایستہ تکمیر پایا جائے وہی فعل عتاب ایزوی کا مورد ٹھہر سکتا ہے۔

ادیبی سمجھ لیا کہ اگر کسی بحکام میں کپڑے کا اوچا کرنا ہی تکمیر و تفہیم عزیز و پندرہ کی غلامت ہو تو وہ اُسی طرح مذہم ہے جس طی اسبالِ کیونکہ اصل علت غضب الہی متکبرانہ حکام ہیں نہ کہ صرف اسبال پر۔

تبیغی کتتا میں

سعود اعمام زرا مولانا حبیبی حکیم
ڈاکٹر محمد علی یوسف

اس رسالہ میں طبی دلائل اور میرزا صاحب کی تحریرات سے پیش ابتد کیا گیا ہے کہ میرزا علام قادیانی نہ بنی تھے نہ سیح۔ نہ مجدد و تھے نہ ولی بلکہ مرض بالجوہی کے مرضیں تھے۔ ان کے کل الہات اور دعس وی محض مرض بالجوہی کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب دوبارہ معہ اضافہ کے طبع کیا ہے جس میں فاضل مؤلف نے میرزا سیوں کی بعض تحریروں کا دندانشکن جواب دیا ہے۔ قیمت پانچ آنہ۔

بین الدلائل مولانا ابوالفضل اس کتاب میں

دیرے نے مسئلہ خلافت پر برکت آراجحت کر کے خلافتے نثارۃ رسول اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں فیض باری اور تفسیر دری اور آنکیہ ذہب شیبہ کے سرکل بھی شامل کئے گئے ہیں۔ علیہ صدرا فی مجتہد ذہب شیبہ کا فتویٰ دربارہ عدم حجاز بدعات محروم بھی شائع کیا گی ترقیتہ رکھات تراویح۔ بین رکعت تراویح کا ثبوت قرآن حدیث تہنم الحجع انت تہیت فی علیہ ملے کا پتہ

ملے کا پتہ

شمس اللہ اسلام بھیرہ (نخاب)

تصویف اخلاقی

دکروشنک

(از مولیٰ عزیز احمد صاحب سید جاد ہاشمی)

دنیا میں اللہ کے دکر سے بڑھ کر کوئی اطمینان بخش چیز نہیں۔ اسی لئے قرآن پاک نے کئی تھات پر اس کی تائید فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا ہے:- فاذکرونی اذکر کتم و اشکرونی ولا تکفون۔ یعنی تم مجھ کو بیاد کرو۔ میں تم کو بیاد کروں گا۔ اور میرا شکر کرو اور نہ ناشکری کرو تم، اللہ فرماتا ہے۔ کہ تم ہمیں یاد کرو۔ ہم تھیں یاد کریں۔ یعنی جس طرح ہم نے تم پر احسانات کے ساتھ بھی ہمارا ذکر کیا کرو۔ اور یہ سمجھو کر پیدھیت اُس عنایت کا معاوضہ ہے بلکہ ہم تم تھیں تعریب بنالیں گے۔ اور ہمارا ذکر فرمائیں گے۔

ذکر:- یاد کرنا زبان سے ہو یا دل سے یا تصویر سے یا اطاعت سے۔ جیسا کہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من اطاعنے اللہ فقل ذکر اللہ۔ یعنی جس نے اللہ کی اطاعت کی اللہ کا ذکر کر جھا۔

البیریہ سے روایت ہے کہ اگر یہاں بدھ مجھے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اسے مجمع میں جو اس سے بہتر ہے یاد رکھوں (یعنی اللہ) معاذ بن جبل نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کوئی امن افضل ہے۔ ارشاد ہوا۔ اُن شہوت ولیسان کا مطلب میں فیصل اللہ یعنی مرتبے دم تیزی زبان اللہ کے نام پاک سے ترہو۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو انت کا ذکر کرتا ہے۔ مثل زندہ کے ہے۔ امر جو زکر نہیں کرتا۔ وہ مُردہ ہے۔ معاذ بن جبل نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنت والوں کو کوئی افسوس نہ ہوگا۔ مگر جو وقت دنیا میں ان کا ذکر خدا سے خالی گزرا ہے۔ اُس پر حسرت کریں گے۔

ابوسعید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کرنے والوں کو چاہیز عطا ہوتی ہیں۔ را، اُن پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے۔ را، رحمت الہی اُنہیں دھانپ لیتی ہے۔ (۳) فرشتے اُنہیں لکھیرے ہستے ہیں (۴) اللہ اُن کا ذکر اُس مجمع میں کرتا ہے جو اُس سے بہتر ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ افضل الذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور

انفضل شکر الحمد لله ابن کثیر محوال نے بن عمر سے کہا کہ اگر اللہ کا ذکر رزانی اور شرابی وغیرہ کیں آپ سنے فوایا۔ اللہ ان کا ذکر نکالنے لعنت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سکوت کریں۔ اور شکر یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو ضایع نہ کرے۔ اللہ کے احکام پر عمل کرے۔ مثلاً مال۔ اعضا۔ علم۔ عقل۔ ذمہ۔ اس کی رضا کے اتباع رکھے۔ خلائق سے مردی ہے کہ شکر کرنا گناہ کا چھپڑ دینا ہے جو حضرت جنید نے تھا کہ ایک ذمہ مجھے تسلی می پوچھا۔ شکر کیا ہے؟۔ میں نے کہا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے گناہ پر مد نہ لیا۔

ف۔ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور حالات اور بجزات کے بیان اور آنکھی اتباع و محبت پر دلالت کر رہی ہے۔ اس لئے کہ دی ہوئی نعمتوں کا نوبتی سے ذکر کرنا اور انہیں فہیمت جانتا ہی کو ذکر و شکر کہتے ہیں۔

ابن کثیر نے حضرت عباسؓ سے نقل کی کہ آپ نے فرمایا کہ آیت میں نعمت سے مراد وجود باوجود ذمہ محدود ہے۔ اور شکر آپ کی تصدیق پس آپ کی نبوت اور اتباع کو سعادت اور غمیت نہ جانتا آپ سے محبت نہ رکھتا آپ کے ذکر سے خاموشی دلیل محرموں و شقاوتوں و کفر ہے ۵

زبان تا بود در دفع ا جائے گیر

(شیخ عطاء)

شناۓ محمد بود دلپذیر !!

ضروری گزارش

جن صحابکے غریبی نہ بروی میں حدت ہیں ان کی مت خسیریاری اسی مہنی چشم ہجھی ہے ایسے حضرت بلکہ کم آئینہ کے لئے اپنے عضدہ نہ بولیجہ منی آرڈر ارسال فراہم۔ اگر خدا خواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئینہ خسیریاری کا ارادہ نہ ہو تو بولیجہ کا ردوفہ شمس الکاستلہ کو مطلع فرمائیں۔ خاتمشی کی صورت میں ماہ سب سبکا چھپ بولجیہ دی۔ پی ان کی خدمت میں ارسال ہوگا جس بولجیہ کی موجودہ نازک مالی حالت کو مدد و نظر لکھتے ہوئے جملہ حباب کی خدمت میں مدد و باد و خروست ہے۔ کہ بولجیہ کی سرپرستی سے دستکش نہ ہوں پہ

اے ایں قائم دین مختیج
صاحبہن کلکتہ ۱۹۲۱ نمبر۔ ۷۹۰ (۱) سروار حبیب کیوڑہ۔ (۲) محمد حسن حبیب ولیور (۱۹۲۱) ملک بہا یم صدر ریس برادر ۱۹۲۱
حافظہ اسلامیہ بخشی صاحبہن ایل (۱۹۲۰) محمد گیلانی صاحب لبرالائی (۱۹۲۱) سید محمد شاہ صاحب شیعیم لاہوری موسیٰ پیر (۱۹۲۱) (انجمن

بصائر و حکم جواہر لئے

(اذ پیدا فذی)

۱، تازو اپنے کام میں سونے اور لوہے کا امتیاز نہیں رکھتا۔
وہ، سرکے دد دکا علاق تاج سے نہیں ہوتا۔

۲، برف کو پکاؤ یا ابا لو ساتے پانی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۳، فقیر کی صدائی کرنے نئے ادبیں کے لئے آسانی کر دک ہے۔

۴، مصور پھول کی تصویر اٹارتا ہے لیکن اس کو خوبی وار نہیں کر سکتا۔

۵، دھرپ کی گھڑی صرف روشن گھنٹوں کو تیقی ہے۔

۶، شاہراہ پر پھول بہت دیتک قائم نہیں رہتے۔

۷، بلدی خلے کی فضول خرچی مغلسی کی دعوت ہے۔

۸، کلام کی کثرت میں کچھ نکچھ گناہ ضرور ہوتا ہے۔

۹، حجج اصرف ضروری سے ہوتا ہے لیکن عقل ان کا ساتھ دیتی ہے بھومنت کو پسند کرتے ہیں۔

۱۰، وہ دولت جو بدی سے حاصل کی جائے کہا جاتی ہے اور محنت سے فراہم کردہ بڑھتی ہے۔

۱۱، ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے۔ مگر کرخت باقی غصب انگیز ہوتی ہیں۔

۱۲، شریک بدکاریاں اس کو بکار لینگیں۔ اور وہ اپنے ہی گناہ کی رسیوں میں جکڑا جائے گا۔

۱۳، کوئی انسان شرادت سے پائیدار نہیں رہ سکتا۔ لیکن صادقوں کی بنیاد کو کبھی جنبش نہ ہوگی۔

۱۴، کسی انسان سے بے سبب جھگڑا امت کرو جبکہ اُس نے تم سے کچھ بدی نہیں کی۔

۱۵، اس شخص کو اپنے زخم مت دکھاؤ جس کے پاس مریم نہیں۔

۱۶، والدین تمہارا نام سکندر رکھیں یا نبولین یہ کوئی قابل فخر نہیں۔ نام وہ جو خود تم پیدا کر دے۔

۱۷، جن شخص نے سمجھا کہ وہ ہر ستم کے عیوب سے پاک ہے۔ اس کا زوال شروع ہو گیا۔

۱۸، جنین محنت کی جگہ آنکھ کی پتیلوں میں ہوتی ہے۔ مگر خوش اخلاق ہل پر حکومت کرتی ہے۔

۱۹، آدمی دوسرا توہم کی نظر میں اپنی ملی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ ذکر انفرادی حیثیت سے ٹو

ملک حَصَابِهِ رَضِیُ اللَّهُ عَنْہُمْ

معاصر زمیندار کا تبصرہ

دریز میں زندار اپنے تعالیٰ افتخار میں خیر فرماتے ہیں۔ کہ مرح صحابہ کے قضیے ۱
حل سعوم کرنے کے لئے جو لوگ اپنے حل اور دار ہی استعداد دوں کو آٹھ ماں کر رہے ہیں۔ ان کا شکریہ ادا شکنائی
انسانی ہے لیکن بعض حل مکان کو ہمارا مقصود نہیں ہے خروج اس امر کی ہے کہ وہ حل قبل عمل قابل جعل اور عقول
کے اعتبار سے سکون پر اور راحت بخش بھی ہونا چاہیے۔ یہ تو سب سے آسان حل یہ ہے کہ اس قضیے کو ہمیشہ کے
لئے ختم کر دیا جائے۔ اور پوری بے فیری کے ساتھ شیلیم کر دیا جائے کہ لکھنؤ کی مقام حسد ۲ میں ان بزرگان
اسلام کی مدح دشاد بھی جرم و گناہ کی حیثیت کھلتی ہے جو دین حق کی صداقت و حقانیت پر لاذوال اوزر نہ ہٹھا د
ہیں، اور ہمیں نے اسلام کا علم چار ذمگ عالم میں بلند کر دیا تھا لیکن یہ حل کوئی حل نہیں ہے۔ مجبوری و بلے چارگی اور
بے غیرتی و بے حیتی اور احسان فراہوشی کی بذریں مثال ہے۔

قضیہ محظ صحابہ کا واحد ادھیح حل یہ ہے کہ صحابہ کرام فی اندیشہ گھم کی درج کرنے کا عام اور غیر مشروط حق
حل ہر جائے اور ہندوستان کے ویع باک میں کوئی گورنمنٹ ایسا نہ ہو۔ جہاں انہیں اور مخفیس کام کو
جزم کی حیثیت حل ہو۔ اور ہمیں یہ نکرخت جیسا ہی کہ لکھنؤ کے جن مسی اور شیعہ حضرات نے اس قضیے کو
حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے سماں کو کے بین متنقل طور پر امن تام کرنیکی بھائی
اس امر کے امکانات پیدا کرنا چاہیے ہے میں کہ متنقل اور سل طور پر فتنہ و فساد پیدا ہو۔ اور ہمیشہ امتت محمدیہ
کے دو اس فرقوں میں جنگ و سیکار کا سلسہ فایم ہے۔

صورت مصلحت ۳: لکھنؤ کے احبارات سے اس حل کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے اسکی
صورت یہ ہے کہ شیعہ جماعت کی طرف سے سلطنت احمد رضوی امیوکیٹ اور سینیوں کی جانب سے سڑ
امیدن رف بھیں صاحب امیوکیٹ نے اپنے پیغام فرقہ کے لوگوں کو اس بات پر راضا مند کرنے کا ذمہ لیا ہے کہ شیعہ
او شیعہ حضرات والی پیغام بزرگوں کی درج و توصیف کا خلص مکمل ہیگا۔ بنی صحابہؓ علیہم السلام کر کیں گے۔ اور شیعہ ان
حضرات کی تعریف و توصیف کے باگ گاہیں گے جن کو وہ اپنا بذرگ تعلیم کرتے ہیں۔ نظام الفاقہ یہ حل بابت
متعلقات علوم ہوتا ہے۔ اور علمی نظر سے دیکھنے سے اس معاہدے میں کوئی خامی مسلم نہیں ہوتی لیکن حقیقت پر

غور کرنے کے بعد معاشرے کی نوعیت بالکل دوسری نظر آتی ہے۔ اس محلے کا سب سے پہلا ہمپویہ ہے کہ درج صحابہ کا قضیہ سُنی اور شیعہ کی کشائش کا سوال نہیں ہے، بلکہ حکومت لکھنوں اور بنیوں کی تخلیش کا سائل ہے۔ خود معاصر فرمانرواء جو بنیوں کا متفق علیہ قوی انجام ہے اپنی اشاعت مورخہ استمبر میں مذکورہ بالاجزیگ کے سبق لکھتا ہے:-

ہم اس وقت مجوزہ صورت حالات سے بحث نہیں کرنا چاہتے کہ الی صورت مصالحت سے تین لکھنؤ پر بنیوں کے دریان کیستقل جنگ جدل کی میاد پڑھائیں ہم سمجھی بتانا ضروری نہیں سمجھتے کہ الی جالت میں جنگ حکومت اور اہل تشذیب کے دریان ہے بنیوں اور بنیوں میں مصالحت کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

شیعہ و سُنی کا سوال :- اس حقیقت کی بناد پر بنیوں اور بنیوں کے مابین کسی قسم کی شرطیں کاٹے ہے اور اس کے لئے کسی بھی اور سُنی تخفیف کا کوشش رکنا بالکل بے محل ہے۔ جو بنیوں سے جو بنیوں سے حبکڑا ہی نہیں ہے تو ان سے مصالحت اندس کی شرطیں کیسی سوال ہے مرف حکومت لکھنؤ کے قانون کا اور ضرورت اس اور کیا ہے کہ اس کی اصلاح و تغیرت کی کوشش کی جائے۔ اور اس حل کی صرفیہ صورت ہے کہ درج صحابہ کے استثناء کا حکم منور کر دیا جائے۔ لیکن اگر بُشیتی اور غیر بُشیتی سے یقینیہ بُر حکم شیعہ و سُنی کا سوال بن جائے یا تو مہاری دلائری تو نہیں ہوگی۔ اور شیعہ حضرات اس قسم کی کوئی شرط پیش کر دیں۔ کلمہ درج صحابہ کی اجازت دینے کے لئے تیار ہیں۔ بُشیتی ہم کو بھی پانے بزرگوں کی درج سراہی کا حق حاصل ہو جائے۔ تو ان وقت میں کہ نیکیتہ جائیگا۔ لکھنؤ کی اطاعت سے مسلم ہوتا ہے کہ اگر قانون شکنی اور جاہنمے کا سلسلہ جائیگا رہا تو ایک روز مصالحت کی پیش روی سامنے آجائے گی۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ارباب حکومت کے علم اور اطلاع کے لئے حقیقت حال کا انکشاف کر دیں۔

درج کی حسنو :- اس محلے میں سب سے پہلے یہ امر واضح ہو جانا چاہیے کہ درج صحابہ کی صدور کیا ہیں۔ اور شیعہ حضرات کے بزرگوں کی درج کی وجہ کیا ہیں؟ سُنی حضرات جن لوگوں کی درج دشائی کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی درج اس لئے کی جاتی ہے کہ سُنی حضرات ان بزرگان میں کیسی تیعنی لمبارت پاکنگی اور کلامی خدامت کے مترف ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلیں لائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہل کر انہوں نے دینی اور اخروی خلقت حاصل کی۔ ان کی زندگیان

حسن و اخلاق و اعمال کا نمونہ تھیں۔ اور ان کا قول عمل ہے لئے واجب تقلید اور قابل مخالع ہے کی درج و شناسے ہے اپنی زندگیان پاک باز نہ سکتے ہیں۔ یعنی شیعی حضرات کی مدح و شنا ایجاد ہے بینی ہے۔ اس کے بعد شیعی حضرات کی طرف سے جب درج بزرگان کا معاملہ میشیں ہوتا ہے۔ تو اس میں کوئی سلسلی صورتیں بھی موجود پہنچتی ہیں۔ یعنی علاوه اور بزرگان میں اسلام کے جن کی محبت و عقیدت نہیں کے نہیں۔ میں کبھی شامل ہے جن کے تقویٰ و طہارت کو وہ بھی اپنا جزو بیان و اسلام سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کی پیشکار کچھ ایسے وجہ بھی ہیں۔ جو اس کے بزرگ مان لئے گئے ہیں۔ کہ اسلامی خدمات کے اعتبار سے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردی و اتباع کے لحاظ سے نہیں۔ تقویٰ و طہارت کے باعث نہیں۔ بلکہ مرف اس لحاظ و اعتبار سے وہ قابل احترام اور لائیٰ توصیف ہیں کہ انہوں نے خضرت ابویوب صدیقؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو نقصان و تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ اور اس میں کسی حد تک کامیاب نہ گئے۔ یعنی ان حضرات کی بزرگی سبی ہے ایجادی نہیں ہے۔ اور وہ اس لئے لائیٰ تعریف نہیں ہیں۔ کہ وہ بجلیٰ خودیک و پاک باز تھے۔ بلکہ اس لئے کہ انہوں اصحاب ملائکہ رضی اللہ عنہم رضا قاتلانہ ملے کئے۔ اور محبت کی بناء پر بزرگ نہیں بلکہ عداوت کے باعث قابل احترام ہیں۔

سال گذشتہ بھی جب درج صحابہ کا تقاضہ ہوتا رہتا۔ تو شیعی حضرات کامتنیں و سنجیدہ طبقہ تو خاموش رہا تھا لیکن اجراء کے ایڈیٹر نے درج صحابہ کے جواب میں ابو لولو فیروز وغیرہ کی مدح و شنا کے شیعی حق و سمجھ پیش کر دیا تھا۔ یہیں احادیث ہے۔ کہ ستر شیعی احمد رضوی اور مسٹر احمد حسن کے زرخیز دماغوں نے جو صورت مصاححت تجویز کی ہے۔ وہ اسی ندیم خیال پر مبنی ہے۔

ملدح و تبرارہ: - لیکن یہ چیز بنیادی طور پر غلط ہے۔ درج صحابہ اور ابو لولو فیروز وغیرہ کی درج میں زمین حاسماں کا فرق ہے۔ جب درج صحابہ کا تصور سامنے آتا ہے۔ تو اس میں حضرت ابویوب صدیقؓ حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی تیزخدا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم سب شامل ہوتے ہیں لیکن جست ہمیہ بزرگوں کی درج کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو اس میں ان حضرات کی تعریف توصیف بھی داخل ہوتی ہے۔ جو شخص عداوت صحابہ کے باعث بزرگ تسلیم کر لے گئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب اس قسم کی صورت حالات پیدا ہو گئی تو نہیں اور نہیں کے مابین ایک ستقل و جمہ مناقشہ قائم ہو جائیگی۔ اور جانہ جنکی کے ہولناک اثرات و متأثج سے روزانہ دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اقول حاضر لکھنے کے تبرار کی وکیم چاہتے کہ صرف فیضہ مخلسوں میں جا رہی ہے۔ برسر بازار آ جائیگی۔

البتہ اگر شیعی حضرات کی فہرست مددھین میں سے ان لوگوں کو مستثنی کر دیا جائے جن کا صرف

صرفِ متنِ حجابت ہے اور ان بزرگوں کی مدح و شناکی جائے جو شیعوں کے نزدیک اپنی بزرگی و پاک بازی کے اوصاف کے باعث مدد و روح ہیں میثلاً ائمہ دوازدھ و غیرہ تو کسی مسلمان کو اتنا راضی کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ ان کی مدح سے فتنہ و فساد اور استعمال و اضطراب کے نشوونما پانے کا کوئی اسکان نہیں ہے تھے خدا کی خواستہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لئے قابل تعریف و لائق محبت نہیں تھے کہ خدا خواستہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے محفوظ کیا۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے نزدیک ان بزرگوں کی اپنی زندگیاں نہایت پاک اور عبیدہ تھیں۔ احسان کی خدمات اسلام کا دفتر نہایت شاندار ہے۔ اور ان تمام بزرگان اسلام کی محبت و عقیدت ان کے مینیاء رخون میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ جو شیعوں کے نزدیک بھی اپنی بزرگی و نیک سیرت کے باعث مدد و روح و محترم ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر حکومت والیں سنت کے تصادم کا مستلزم شیعہ و سنی مصالحت کی صورت اختیار کر دیکھ۔ تو یہ حب نبیادی حقائق پیش نظر ہیں گے۔ اور کوئی آب کام نہیں کیا جائیگا جس سے مسلمانوں کے مابین چنگ و جدل کی مشق صورتیں پیدا ہو جائیں گے۔

سرفید و سبزہ

تفسیر الجنان فی فہرست القرآن مولانا عبدالقدار صاحب ہزاروی نے سورہ فاتحہ و کی عالم فہرستی کی مدت سے ضرورت حکیم کی جا رہی تھی۔ الحمد للہ کہ مولانا نے اس ایم ضرورت کو پورا فرمایا۔ کتاب مکتبے صدر قریبی محنت اور کتب تفسیر کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ تمام تفسیریں کا خلاصہ اس میں نہایت خوبی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے یعنی اس کی نظر میں یہ کتاب محبوب و مقبول ہو رہی ہے کتاب کے آخر میں سال اسرائیل بھی شامل کیا گیا ہے جسیں ہر حضرت مؤلف نے جو کی عظمت۔ حج کے اسرار۔ منازل سفر۔ وزیارت۔ پیغمبر طیبؐ کے متعلق دلکش طریقہ سے بحث کی ہے۔ کتاب کی طباعت کل ابتدی مدد ہے تقطیع ۲۰۲۶ء کے ۲۴ صفحات میں جواہر سے مرتین ہیں۔ سروق نگین و دیدہ نیب۔ پیدی فی نخذ ایک علم تبعیہ ملے کا پتہ ہے۔

مولانا عبدالقدار صاحب خطیبؐ میں لاٹین۔ ڈاکٹر نہ پھر کوں۔ صلیع شاہ پور پنجاب)

حضرت رون اعظم

(از نصر اللہ خان صاحب عنیز)

لے عمر اے پیکر غرم حبلال بے پناہ
مل کئی اس کو پس جب توں لای اس میں پناہ
اس قدر محفوظ تھی دینِ عمر کی شاہزادہ
اللہ است کیا بڑھایا حق نے تیرا عز و جہاہ
تو چلا جس پر وہی دین پڑی کی بھی ہے راہ
کہتے ہیں فائد حق تجھ کو خود رسول دین پناہ
بھاگتی ہے نام سے تیرے شیاطین کی سپاہ
دست جتیر ہے وہ دین کا بھی خیروہ

اچ تیری درج بھی ہے ستحتی تغیر کی !

آہ تہذیب نوی کی فہرست جرم و کناہ

درج اصحاب محمد موجب تفسیر دیکھ
اہل مغرب کا طرق بندش تفسیر دیکھ
یعنی ہے ان تم کا علمون کی تفسیر دیکھ
ایک کی تفیق دیکھ ادا کیک کی کفار دیکھ
دیکھ یہ فتنہ اور اس فتنے کو عالمگیر دیکھ
سبتاں سے حضرت ذوق اللہ ہر مردیکھ
میری مخلوقی میں اس کے جر کی تصویر دیکھ
سہیں کم بہتری اسلام کی تنویر دیکھ

یاعظ اک مجھ کو اپنے درہ قہر حبلال
پیں مدلنا چاہتا ہوں قوم کی تفتیز دیکھ

لے عمر اے پیکر غرم حبلال بے پناہ
کھانزیر الام جب اسلام تو لا یا نہ کھٹا
دور رہتا تھا تیرے کستے سے ابیس بیعنی
قیصر و کسری کے تلخ و خخت کا وارث کیا
زندگی تیری ہے تفسیر صحابی کا الجhom
حضرت حق کی زبان ترہ تری تو صیفی میں
تو اشد اڈ علی الکفار کا مصدقہ ہے
جزرا دش ہے وہ اسلام کا بھی ہے عدو

آہ اکیا بدی ہے آج اسلام کی تقدیر دیکھ
تھکڑی ہے اور دست بندگانِ حق پرت
رعی اسلام کے قانع عسلامی پر ہمہ
دیکھ تجدید و نبوت کے کرشمے نو بنو !!
دیکھ شرق کو کہ ہے ملعوب تہذیب فنگ
نجوانوں کا شباب آوارہ فتن و فجر
اٹھ رہا ہے سینیہ افرنگ سے طوفانِ ظلم
اک کہ تیرے واسطے ہیں دیدہ دل فرش را

فضیلہ فدک

(راز مولوی سید قطبی شاہ صاحب ملتانی)

مجلہ ان اعترافوں کے جو شیعیہ نہیں اہل سنت پر کرتے ہیں میں شہرہ اعتراف یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے باغِ فدک طلب کیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نہ دیا۔ اور سیدہ ناراض ہو گئیں جس پر سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا ناراض ہوں۔ وہ خلافت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ نہیں شیعہ کے تمام اصول عقل و دانش کے خلاف ہیں۔ مگر یہ اعتراف تو نہایت ہی خلاف عقل ہے۔ وہ صدیق اکبر جو اے عرب عجم کا باڈشاہ ہو اور سارا ملک ہی اس کے قبضہ خلافت میں ہو۔ تھوڑی ریکھ میانع فدک کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے کیا فائدہ حاصل کر سکتا تھا۔ خصوصاً جبکہ حضرت رسول کریمؐ ناراض ہوں۔ اور اگر باغِ فدک درستہ بنے تو خلیفہ ابو بکر صدیق کو توفیق ہی ہے۔ کہ ان کی دختر نیکی اختر عائیشہ صدیقہ بھی تو حق رو جیت کیجئے ہے حصہ ورثہ لیتی حضرت بنی کریم کے ورثائی بھی کثیر تھے۔ حضرت عباس بھی اور ازواع مطہرات بھی موجود تھیں۔ کیا سب سے زیادہ سوق حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو ہی بھٹا۔ کتاب الامالی میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہؐ کل جھے ماہ زندہ رہیں۔ ہمیشہ یعنی بھرپور میں بلوں رہتی تھیں۔

انہوں کو جس کا شغل ہی یہ ہے کہ اس کو اپنے حصہ ورثہ فدک کی دیڑھ یا اڑھائی کھجوریں یا دو تھیں، ایک پا لقب پنول ہے جس کا لغوی معنی ہے قطع کردہ سترہ۔ اور آپ کا تعلق ہونکہ دینیا و مانیہ سے قطع تھا۔ لہذا نہیں بھتے نفعوں متعلقہ عائق۔ آپ کا اللقب شہرا۔ کتنا ظلم ہے۔ کہ جس کی شہرت اعتراف عن الدنیا میں ہو۔ ان کو اس تحریکیں ثابت کیا جاوے کہ تمام ورثاء خاموش ہیں۔ طبع میں بے سبقت کر کے حق ورثہ طلب فرمائی ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ سب اختراع اور بیان اور من گھڑت ہے۔ اس کا ثبوت اسے ملتا ہے۔ کہ کتب شیعیہ میں جب اس اعتراف کو لفظ کرتے ہیں۔ تو اپس میں شیعہ کی آراء مختلف ہو جاتی ہیں۔ ایک کچھ نکھڑتا ہے دوسرا کچھ میرا کچھ۔ مثلاً تحرید المعاذ باب مطاعن ابو بکر صدیقؓ میں درج ہے کہ فاطمۃ الزہراؓ قابض باغِ فدک نہ تھی۔ اور بطور ورثہ کے طلب کیا۔ اور

مجلس المؤمنین کی مجلس اول احوال فدک میں لکھا ہے کہ بعد نزول آئیہ و آت ذوقی القربی حقہ فدک حضرت نے فاطمہ کو مطافر فرمایا تھا۔ اور خود قابض تھے۔ اور علام مکلفی کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمۃ الزہراؑ کے اپنے قبضہ میں فدک نہ تھا بلکہ قبضہ عارضیہ دبیرا و مشی اور مزار عمان کے دلکش کو دیا گئا تھا اور صدیق تکریبے دلکش کو نکال دیا۔ اسی سے سخن بداری مقدمہ فاطمۃ الزہراؑ نے کردیا کہ مداخلت بجا کیوں ہوئی۔ اور بعض شیعیہ کہتے ہیں کہ وصیت فرمائی تھی حضرت علیہ السلام نے کہ فدک فاطمہ کا ہوگا۔ بوجہ وصیت کے حضرت سیدہ نے دعویٰ کیا۔ خیال فرمانا چاہے کہ جب گواہ جبوٹ ہوں۔ ایک کامیابی دوسرے سے نہیں ملتا۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ۵

چخوش گفت است سعدی در زرادی

دلاتا کے دری کارخ مجسا رسی !!

شیر بھائی کبھی تھوڑا سا پتے نہ سب کا مطالعہ فرمائیں تو اقتراض کرتے وقت ہی شرم آجائی شیعہ
نمیب میں ہے کہ زمین سے توعویں دارث ہی نہیں ہوتیں۔ آخر باغ فدک انسان پر تو نہ لگا ہو گا۔ چنانچہ لئے
شیعیہ کی جلد ثالث حصے ۲۲ باب کی حدیث پہلی رادی امام باقر علیہ السلام میں ہے۔ عبارت بھینہ یہے
عن ابی جعفر علیہ السلام قال النساء لا يرثن من الا مرث و لا من الحقار شیاذ انما
ترجمہ: عوتبیں نہیں دارث ہوتیں نہ زمین خالی سے نہ زمین درستون والی سے۔

(نہ سب اہل سنت الجماعت) یہ ہے کہ زمین سے بھی عوتبیں دارث ہوتی ہیں۔ باغ فدک مال انی
ہے جو رسول کریم کو بلا جگ و جدا حاصل ہوا تھا۔ فدک ایک گاؤں کا نام ہے جو خیر کے قریب ہے۔ حضرت
علیہ السلام کو جو کچھ اس باغ سے حاصل ہتا تھا۔ اپنے اہل و عیال کے مصارف پر خرچ فرماتے تھے۔ اور جو باقی رہتا تھا
میکیں فقیروں اور محرومین پر خرچ فرماتے تھے۔ اور جاروں خلفاء کے زمانہ حفاظت اور زمانہ حفاظت حضرت
امام حسن میں بھی اسی پر مل سیوارا ہے۔

اب میں شیعہ دوستوں کے الفاظ و کلمات متعلق فدک نقل کر کے تفصیل دار جواب بھی عرض کرنا ہوں۔
یہ کہنا کہ آئیت و آت ذوقی القربی حقہ کے نزول کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو رسول کریم نے
فدک عطا فرما کر قبضہ سے دیا تھا۔ نہایت ہی غلط ہے۔ بلکہ یہ آئیت کی ہے یعنی کہ شریف میں نازل ہوئی۔
بھی تک میں شریف کی طرف حضرت علیہ السلام نے ہجرت بھی نہ کی تھی۔ اور فدک بلا تھافت خیر کے موقع چین
وقت کرس قوار سال ہجرت کا تھا۔ آب ندیہ نوزہ کشیدہ۔ جب قبضہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ نام
نہ ہوا۔ تو پھر وہ روایت کہ دینیش مزار عمان کا قابض اُر قبضہ حضرت فاطمہ مونا بھی غلط ثابت ہوا۔

ادمیہ کہنا غلط ہے۔ کہ حضرت نے وصیت بانغ فدک بانے فاطمہ کی سمجھی۔ اول تو وصیت باتفاق شیعیت
ثنت مال کی ہوئی ہے۔ چنانچہ جلد ثالث کافی یہی صوت سے پڑے۔ فان تعدی نہیں لہ الا
الثالث۔ یعنی نہیں جائز میت کو وصیت مگر ثالث مال تک۔ زن حضرت کی کوئی چیز از جس مال و دشتنی
اور نہ وصیت ہوئی ہوگی۔ اور اگر تسلیم کیا جاوے کے وصیت ہی سمجھی۔ تو حضرت علی المرتضی نے اپنے زمانہ
خلافت میں کیوں فدک کو حب وصیت بنی کربلا مسلم سپر دا جامن علیہ السلام نہ کیا۔ اور چون حضرت امام
علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت حتمیں کیوں قبضہ نہ فرمایا۔ حالانکہ اپنی خلافت کے وقت ہر قسم کا تصرف
حصل تھا۔

علی الشرائع کے مصنف شیعہ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت علی اور امام جمن نے اس نے اپنی
خلافت کے زمانہ میں قبضہ نہ کیا تھا کہ ائمہ کرام کی جوش غصب ہو جاوے اس کا دعویٰ کرنا ان کو جائیز نہیں
ہوتا۔ مگر یہ بالکل غلط اور سخیج جھوٹ ہے۔ اس نے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت حضرت علی ہاتھ تھا۔
خلفاً و نسلتہ نے غصب کیا ہے تو پھر بوجنفاعة ثالث کے حضرت علی اور ان کے بعد امام جمن رضی اللہ تعالیٰ
عنہما نے کیوں خصوبہ خلافت لے لی۔ نیز یہی فدک زمانہ عہد سلطنت عمر بن عبد العزیز میں امام
محمد باقر کے سپرد کیا گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے کے بعد آرچے سلاطین عباسیہ نے فدک
پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر پھر زمانہ مامون رسیدیہ میں حضرت امام رضا کے سپرد ہوا۔ تو ان دو اماموں نے کیوں
خلاف قانون اللہ عمل کرتے ہوئے قبضہ فدک خصوبہ پر کر لیا۔ باقی رہ ایک لیک شک۔ وہ یہ کہ بطور درثہ
حضرت فاطمۃ الزہرا نے فدک طلب کیا۔ تو اس کا جواب جو حضرت صدیق اکبر نے دیا اور امام نجاشی
نے نقل کیا ہے بالکل صحیح اور موافق عقل ہے۔ وہ یہ کہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میشیں کی۔ کہ ہم طائفہ
انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ کوئی تھا۔ وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم حبیط جائیں صدقہ ہوتا ہے۔
مختصر الہبیا واللوریث واللوریث ما ترکناہ فھو صد قدر۔

ہی شخصوں کی بعینیہ حدیث کا تب معتبر شیعیہ کافی اصول کلینی میں موجود ہے۔ باب سوم حدیث
تمیری راوی امام حبیر صدقہ میں عبارت بعینیہ نقل کی جاتی ہے۔ عن ابی عبد اللہ قال ان
العلیما و رشته الانبیاء و ذیالک ان الانبیاء لم يرثوا درهما ولا دیناراً انما اور ثوا احادیث
من احادیث همدر (شرح کافی صافی مطبوعہ نوکثر ص ۲۷۷) امام حبیر علیہ السلام روایت کرنے ہیں کہ
تحقیق علماء وارث ہیں انبیاء کے ادیہ بات اس نے ہے کہ انبیاء کا ورثہ نہیں ہوتا۔ درہم دینار بلکہ حدیثوں کے
دارست ہوتے ہیں جنکو دیا جانا ہے بطور درثہ کے علماء کو پ

جب خود نہ ہب شیعہ سے بعینہ مضمون جواب صدیق اکبر نکل آیا۔ تو اب شیعہ دوستوں کو مجال گنجائیش چون وچانہیں۔ اس حدیث پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات میں ذیل ہیں

شیعہ:- اگر انہیا علیہم السلام کا ورثہ نہیں ہوتا تو خداوند کریم نے کیوں فرمایا ہے :-
ورثت سلیمان دادُر۔ قرآن ۱۹۔ پارہ ۱۹۔ ترجمہ۔ اور وارثت ہوا دادُر سلیمان۔ تو صاف قرآن سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ بنی بني کا وارثت ہوتا ہے۔

سنی:- اس میں شک نہیں کہ قرآن سے نبیوں کا ورثتہ ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ کہاں نکالا ہے کہ مال ہی ورثہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ فک ہے۔ بلکہ انہیا کا ورثتہ قوآن کی احادیث ہوتی ہیں۔ جیسے ابھی حدیث کھینچیں گے کہ نبیوں کا ورثتہ دریم و دینار نہیں ہوتے۔

شیعہ:- یو صیکلم اللہ ف اولاد کم للذک مثل حفظ الاٰئمۃ۔ ترجمہ صیت کرتا ہے تم کو اشد حق اولاد نہیں سے میں واسطے مرد کے برادر حصہ دو عورتوں کے۔ آن آیت میں بنی غیری بھی کی تخصیص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کو وارث فرماتا ہے۔ پھر کوئی فامہۃ الزہرا وارثت باپ نہ ہوں۔

سنی:- لفظ کحد خطاب جمع جیع سلیم است بنی کی شال ہے۔ بخیر کرم داں ہی نہیں اور حدیث مخفی محدث اہلبیاء اس کی مبنی ہے اور تفسیر ہے۔ چنانچہ جہاں یہ بیان ورثتہ قرآن میں ختم ہوئے خدا فرما تا ہے تلک حد دد اللہ و من بطبع اللہ و من رسول یہ خلدہ جنت۔ آس آیت سے مددوٹا ہوتا ہے کہ اس نکار سلسلہ میراث میں بنی مطاع قرار دیتے گئے نہ مطیع۔ اسکے بھی آپ مستثنی ہیں۔

شیعہ:- اگر یہ حدیث تفسیر ہے جیسا کہ سنی کہہ رہا ہے تو لازم ایکی تخصیص عموم قطبی قرآن کی حدیث جز واحد سے اور یہ جائز نہیں یعنی آیت عام ہے۔ اولاد بنی اور غیری بھی کے لئے اور یہ عموم قطبی چیز ہے۔ اور تم اس آیت کو تخصیص کرنے ہو ساتھ اولاد غیری بھی کے۔ لقرنیہ حدیث ہذا کے جو جزو واحد ہوئے کی وجہ سے ظفحی ہے۔ اور تخصیص قطبی کی ساتھ ظفحی کے جائز نہیں ہے۔

سنی:- لے جناب یہ حدیث جزو واحد یا ظفحی ہے تو ہمارے لئے کیونکہ کئی واسطوں کے بعد ہم کو یہ حدیث ملی۔ لہذا ظفحی بھوی ہوئی۔ مگر حضرت صدیق اکبر کے لئے تو خالص قطبی چیز ہے۔ کیونکہ وہ تو بلا واسطہ اس حدیث کو خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے سُننا ہو گا۔ لہذا تخصیص قطبی کی ظفحی ہے۔

۱۵۔ کسی نے ملے سے پوچھا۔ کہ چار اور پار کتنے ہوتے ہیں۔ ملے نے کہا۔ کہ آٹھ روٹیاں۔ پوچھا کیا۔ چار اور چار تو ہوئے آٹھ۔ روٹیاں کہاں سے نکالی ہیں۔ کہ اکٹھ میرا خیال ہو۔ ادھر رکھتا۔

ذکر کلمی کی تعلیمی سے۔ دوسرے جواب یہ ہے کہ بالاتفاق شیعہ میں حب ذیل تخصیصیں ہیں آئیں میں ہیں:-
۱) والد کا قاتل اپنے باپ مقتول کا وارث نہیں ہے۔

۲) کافر اپنے مسلم والد کا وارث نہیں ہوتا۔

۳) علام بھتے اپنے والد آزاد کا وارث نہیں۔

شیعہ بھی ذکورہ تین تخصیصیں بیان کرتے ہیں۔ اس کا جو جواب شیعہ میں وہ ہماری طرف سے پہچھ لیا جائے
شیعہ:- اگر بھی کی میراث نہیں تھی۔ تو ازواج مطہرات کو ورثتے میں وہ مجرمے اور گھن بن کو بطور
سکونت زمانہ نبوی میں استعمال فرماتی تھیں۔ کیوں شیئے گئے۔

سُنْنَةِ: ہم مانتے ہیں کہ ازواج مطہرات خانہ ہے نبوی کی مالک ہوئیں۔ مگر یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ
آن کی ملکیت بطور ورثتے کے حقی۔ بلکہ یہ حجامت تو زمانہ نبوی میں ہی مقرر اور نامذکور نہیں گئے تھے۔ اور ہر ایک زوج
مطہرہ کو وہی کہا جائے گے کہ اور قبضہ بھی نامہ نبوی میں ہو گیا تھا۔ اور یہہ معاقب القبض موجب ملک ہوتا ہے جب حضرت کی
زندگی پاک میں ہی مالک ثابت ہوئیں تو ورثتہ کا نام کی۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا وقرن فی بویکن۔ ترجمہ۔ قرار
کہ یہ ازواج مطہرات اپنے گھروں میں۔ اگر ملکیت ازواج نہ ہو گئی تھی تو خدا فرماتا واقف نے بیوت الرسول۔
ترجمہ۔ اور فرمادیکھوں رسول اللہ کے گھروں میں۔

شیعہ:- اگر بھی کی میراث نہ تھی۔ تو بالاتفاق شیعہ سی ثابت ہے کہ حضرت علی رضا کو نبی کریم صلی
کی تین چیزوں دی گئیں۔ نرہ۔ دلدل ہے سے بھی تغیر کرتے ہیں۔ اور تواریخی۔ ذکورۃ الصدید استیار
کیوں دی گئی ہیں؟

سُنْنَةِ: لو اپنے آپ دام میں صیاد آگیا۔ واقعی یہ میں چیزوں حضرت صدیق نے مالک خلافت
ہے۔ ہی حضرت علی رضا نہ کوئے دیں۔ مگر یہ تو دلیل ہے وارث نہ ہونے کی۔ کیونکہ اگر بطور ورثتہ ہوئیں
تو حضرت عباس بھی موجود تھے۔ حضرت زہرا بھی موجود تھیں۔ ان کو کچھ نہ ملنے اور حضرت علی کو ملننا دلیل ہے
اس بات کی کہ تیقیم ورثتہ نہ تھی۔ بلکہ تخصیص وقف تھی۔ یعنی بعد وفات حضرت کے ماں حضرت کا وقف
علی مسلمین تھا۔ اور خلیفہ کو حق ہوتا ہے کہ ایک چیز وقف جو لاائق کسی غازی کے ہو۔ اس کے ساتھ تخصیص کر دیجے
و قدمی ارجمندگی اشتیاء ایسے پہاڑ عازی جیش در کارہی کے لائیں تھیں۔ تو خلیفہ نے وقف کے ماں ہی سے یہ
اشتیاء حضرت علی کریم اللہ وجہ کوئے دیں۔

شیعہ:- حدیث میں ہے: من اغضنا اغضبني۔ یعنی جس نے فاطمہ کو محضہ دلایا۔
اُس نے مجھے غضنا کیا۔ اور نبیوں کی کتاب بخاری میں ہے کہ صدیق اکبر نے جب حدیث ہبھیں کر کے فاطمہ کو

ندک نہ دیا۔ تو سیدہ غضبناک ہوئیں۔ اس سے ابو بکر کا منع ضم ب رسول ہونا طے ہوتا ہے۔
سننی چیز: جواب میں دو تائیں عیحدہ عیحدہ ہیں۔ ایک کسی کو اپنے قصد اور ارادہ سے رنجیدہ کرنا کسی
 فل سے رنجیدہ کر دیا۔ یا قول سے۔ اس کو کہتے ہیں انضمام بحث عرب میں۔ اور دوسرا ہے کوئی کسی پر
 رنجیدہ ہو جائے اپنے تقاضائے بشری سے۔

پہلی بات جرم ہے جس کو صدقی اکبر نے نہیں کیا بلکہ صدقی رضی اللہ عنہ نے تو حدیث پیش کی
 اور کہا کہ یعنی سے غدر نہیں۔ مگر رسول اللہ کے فرمان کے خلاف ہو جائیکا۔ اس حدیث کا جواب حضرت زہرہ نے
 دیا نہیں۔ اب اگر رنجیدہ خاطر ہوئی۔ تو بوجہ تقاضائے بشری کے۔ اور یہ بات تو شرعاً جرم نہیں۔
 اگر تقاضائے بشری سے رنجیدہ ہوں جنم ضم بعلیہ ہے۔ تو چھاروں نبی بھی جرم ہوئے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے
 ان کی دارجی اور چوٹی کے بال کڑے۔ اور حضرت ہارون نے جن لفظوں سے ان کو روکا۔ وہ قرآن پاک
 میں ہیں۔ لا تأخذ بالحقائق ولا براہی۔ ترجمہ۔ اے موسیٰ! نہ کپڑا تو میری دارجی کو اور چوٹی کو جسیں
 طرح حضرت ہارون وہیں مندوست تھے۔ کہ شرک سے بنی اسرائیل کو تو روکتے ہے۔ اور اپنے فرض نصیبی میں
 جرم ہے تھے۔ اسی طرح صدقی اکبر نے بھی حدیث پیش کر کے غدر خلاف فرمان نبی ہو جانے کا شناختیا اور محظوظ تھے۔
 اگر تقاضائے بشری سے سیدہ فاطمہ کا غضبناک کسی پر ہو جائیا اس کو منع ضم ب رسول بنا سکتا ہے تو
 پھر حضرت علیہ السلام ٹھیک ہے۔ کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ نے جب ارادہ نکاح لڑکی ابی جہل کا کیا۔ حضرت
 زہرہ اروقی ہوئی نبی کریم صلیم کے پاس گئیں۔ اور حضرت علیہ السلام نے خطبی میں فرمایا۔ کہ فاطمہ میرا حبگر کا ٹکڑا ہے۔
 متن اغضبها اغضبی۔ اسی طرح ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی سے ناراض ہو گئیں۔ اور
 حضرت علی کرم اللہ وجہ مسجدیں آکر سو گئے۔ اسی طرح کی روایات سنی و شیعیت میں موجود ہیں علاوہ
 ازیں صحیح بخاری کی یہ روایت حدیث مرفوع تصلی نہیں ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ
 فاطمۃ الزہرہ کس پغضبناک ہوئیں۔ کسی روایت میں بھی غصبت علی ابی بکر کے الفاظ موجود نہیں
 ہیں۔ یہندی شیعوں کا اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔

ہمیانی میں دارالعلوم غریزیہ بھیرہ کی ایک شاخ قائم ہو چکی ہے۔ یکم شعبان سے تدریس کا سلسلہ جامع
 سجدہ سیانی میں جاری ہے۔ مولانا محمد رحیم صاحب فاضل دا بھیل تدریس پاہمور ہیں۔ روزانہ ترجمہ قرآن کے علاوہ طلباء
 کو ذیلی تعلیم سے بہروز کیا جاتا ہے۔ جو طلباء درضان المبارک میں بھی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیں وہ اپنی خواہش میانی میں
 پنچ کروپی کر سکتے ہیں۔

سُلیمان کی مدعاہدت کا نتیجہ

بقول یونیورسٹیوں میں مسلمانوں نے ہمیشہ رواداری کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ایک رائج العقیدہ راستیاً اور پہنچ کا رسولان کی رواداری کے لئے لازماً ایک شرعی حد ہے۔ مگر سواداغنطہ نے اہل بیت سے عشق تو محبت کا ثبوت دینے کے لئے معقل کی امامت کو تجویز سیم نہیں کیا۔ اور شیعہ جماعت کے ساتھ مل کر ان امور میں شرکت کرنے سے بھی کبھی گزینہ نہیں کیا۔ جن کو علمائے حق بدریاتِ حرم سے یاد کرتے ہیں تھے یہی بناء علم اٹھانا۔ یہندی نکالنا۔ امام کرنا۔ شیعوں کے پہلو بہلو خاص انداز سے مجالس ذکر منعقد کرنا۔ شہید اکٹھانے کے منظومہ مذکوروں کا درکرنا۔ ناگوار تبرہ کو گوارا کرنا۔ شیعہ سہدو خصوصیات میں قریں القلب شیعہ جمایوں کی طرف سے دفاعی تدبیر اختیار کرنا۔ اور راہِ دفعائے میں مراہ۔ غرض کون سی ایسی بات ہے جس کی کوئی شرعی اصل سنیوں کے یہاں نہیں ہے۔ مگر وہ اس میں صرف شرکیہ ہی نہیں بلکہ شیعوں سے ایک تقدم آگئے ہے ہیں۔ صوبی کی اعلیٰ ملازمتوں پر شیعہ جماعت کے افراد چھائے ہوئے ہیں۔ اور تساہب سے کہیں یاڑے ہیں۔ یکین گئی اس کا ذکر بھی زبان پر نہیں لاتے۔ عام ملکی سیاسی تحریکوں میں مسلمانوں کی اکثریت نے گھنی رہنماؤں کی قیادت کے مقابلہ میں شیعہ رہنماؤں کی زیادہ کام کیا ہے۔ شیعہ جب اپنے نے تلحظ کلامی اور تبرہ کو اپنی ذہنی تھاں سمجھا۔ یہ مسلمانوں نے اس کو محض اس نے کان لکا کر نہیں سناد۔ کہ اس طرح احتلاف کو تقویت پہنچی۔ اور ان کی سیاسی قویں ایک نامناسب تحریک میں ضایع ہو چکیں گی۔ میری سب کچھ ہذا اور ہوتا رہ۔ صرف اس لئے کہ گھنی مسلمانوں کی فطرت عالی درج و شناجمد و رواداری سے معمور اور تلحظ کوئی تلحظ نہ لائی اور تبرہ سے پاک تھی۔ یہ ایک خوبی تھی جس کو شیعہ جماعت کو محکم کرنا چاہیے تھا۔ اگر غالی طبقہ نے اس کو محکم نہ کیا تھا۔ تو ان کے سنجیدہ و ذی ہوش اور ہم افراہ کو محکم کرنا چاہئے تھا۔

اس سلسلہ میں بھی اگر آپ عنود فکر سے کام لیں گے۔ تو آپ کو مسلم ہو جائیگا۔ کہ ایک جماعت کے غالی افراد دنیا کے عظیم القدر اور صاحب کردار لوگوں پر تبرہ بھیتے ہیں۔ کروڑوں انسانوں کے محبوب اور نقدس بذرگوں کی شان میں اشتتر کہ مجمعوں میں اور جلسوں کی شکل میں باجے کے ساتھ تلحظ نوی میں گرتے ہیں۔ یہ سواداغنطہ کے بذرگوں کو معاف نہ کرنے والے سواداغنطہ کو کیسے معاف کر سکتے ہیں۔ اور اگر شیعہ جماعت کے ایک سبک رو روزخیاں اور رذاصاف پسند طبقہ کو چھوڑ دیا جائے

تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ہر شیعہ کو اجازت ہے کہ وہ تحصیب کے صد بazarیں گایوں کی دکان لٹا کر بیٹھ جائے اور یہ انمول سدا بغیر کسی قانونی گرفت کے کرتا ہے۔ لیکن اس کو قانون و قوت کی خامی کہنے یا کمال کی ایک جماعت پنے بزرگوں کی درج کرنی ہے۔ ان کی روشن پڑھیں کے پھول بچا در کرتی۔ خوشگوار دخواش آئندہ خاتم استعمال کرتی ہے۔ وہ صحیتی ہے کہ کسی ایسی جماعت کو جس کے نہیں معتقدات کا عظیم اب ایک غلط نامارجی واقعہ سے مرتبا ہوتا ہے۔ اور جو ان لوں کو گالی دینا اور انسانی روحون کے ساتھ تعلقی کرنا پڑا ہے صحیتی ہے۔ یہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ دوسرے لوں کو مدد و نیت سے روکے۔ مگر اس کے لئے قانون وقت موجود ہے۔ اور ہر قسم کی ذمہ داریوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہم بھی ہیں کہ دنیا کا کوئی قانون داں شخص روایات ماضی کی بنابر قانون کی اس غیر متوازن اور عجیب و غریب انداز کی تائید نہیں کرے گا۔ اور اگر صوبہ پر پی کے اعلیٰ حکام ہراثے آزاد ہو کر ان حالات پر غور کریں گے۔ تو انہیں بھی یہ اندازہ ہو جائیگا۔ کہ اسلامی جسم ایسے ان کے طرزِ عمل پر جو حرف گیری کی ہے۔ وہ قابلِ سخط ہی ہے۔ اور حالات کو اعتدال کے مرکز پر لانے کا ایک ہم ذریعہ بھی ہے۔

راطح مذاقات

والغزیہ کام ۵۵۵ میں تعلیمات کی وجہ سے ۵ ارشعبان المکرم سے ۵ شوال المکرم

۱۴۱۸ھ تک بذریگا تسلیم القرآن کا سلسلہ جاری رہ گیا۔ تعلیمات کے ۵ شوال المکرم سنتے سال کے لئے طلباء کا داخلہ شروع ہوا۔ جو طالب علم مدرسیں داخل ہو چاہیں۔ وہ ۵ شوال کے بعد جامع مسجد بھیرہ میں پنچ جائیں۔ ممکن ہے کہ ماہ شوال کے بعد طلباء کے داخلہ کی گنجائش نہ ہے۔

قادیانی میں بھی مدرس مرزی ایضاً اسلام سند کی سرپتی میں مدرسہ محمدیہ قائم ہے۔ قوم کی بے توہینی سنت۔ اس سند کی حالت قابلِ حجم ہے۔ اکفرو ارتداد کے مرکز میں علم اسلام کو قائم، کھنڈروںی سمجھتے ہوئے خوبالنصار نے اس کا رخیر میں احسرار اسلام کی اعانت کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ شوال سے ایک مدرس کے جملہ مصارف کا خذلانصار نے ذمہ لے لیا ہے۔ اس لئے ارکان خوبالنصار کا فرض ہے۔ کہ مصارف کے اس حدیہ باس سے عہدہ رکھنے کیلئے اپنے عطیات باقاعدہ معاذ فرمایا کریں۔ اور مزب کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے اپنے احباب کو اس کا زیریک طرف توجہ دلاتے رہا کریں ہے۔

سُقْرِیْہ اہل بیت

(ادھر سیدالشاد صاحب دوالیاں صفحہ جملہ)

سوال :- اہل بیت عظام کون ہیں؟ جن کی درج و تناخود خداوند تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ اور حضرت رسول کریمؐ نے بھی اپنی احادیث تشریف میں اس کی توضیح فرمائی ہے۔ صاف صحاف بیان کرو۔ تاکہ شبہات رفع ہو جائیں۔ اور دل سلطنت ہو کران کی صفت و شما میں شغول ہے۔

اجواب :- اہل بیت کے لغوی معنی گھر کر رہے والوں کے ہیں۔ اور مطلاع میں اور خصوصاً عرب کے عرف میں اس لفظ کا اطلاق خاص کر بیوی پر ہوتا ہے۔ گوگھر میں ٹیکا بھی، پتہ۔ نواسی بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح نوکر چارخاں بھی۔ اور اسی طرح قرآن کریم میں ایک جگہ بھی اہل بیت کا لفظ خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی پر ہی مستعمل ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ *اتَّعْجَلَيْنَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ حَسَدَةُ اللَّهِ وَبِوْكَاتَهُ عَيْكُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ*۔ اور عرب برلنے ہیں کیف اہلک یعنی گھر والے اچھے ہیں ہمارے عرف میں بھی اہل خانہ گھر والی بیوی کو کہتے ہیں۔ اس نے مدد میں اسلام کا ایک جنم غیر اس کا قائل ہوا ہے۔ کہ اس آیت میں اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں جسکو قرآنی نزاق کچھ بھی ہے۔ وہ سیاق سابق پر نظر کر کے اس بات کو جلد قبل کر لے گا۔ جہاں تک نہ کرو خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ہے۔ کما قال قل لاذ واجد اور یہاں تک انہیں کے متعلق آئین جیلی آئی ہیں۔ گھر میں بیٹھنا وغیرہ۔ اور بعد میں بھی انہیں کی طرف خطاب ہے۔ جیسے کرو ذکر مایلی فی بوتکن او زیر بہت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے۔ پوچھو صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ جہاں آپ شب باش ہوتے تھے۔

ابوسعید خدری و مجاہد و قتادہ اور کل اہل شیعہ یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت سے زرادش جگہ علی وفات پر اطلاق نہیں کئے جاسکتے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ لفظ اہل کی رعایت سے تذکرے سے کلام آئی میں آجایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی پر اہل بیت کا اطلاق ہوا ہے۔ وہاں بھی عیکم ذکر کا صینہ ہے۔ اب مختصر ہر دو فریق کے کچھ الگ الگ دلائیں عرض کرائیں۔ تفصیلًا عرض کرنے سے کتنا کے فتحیں سمجھا جانے کا خطرہ ہے اس نے اسے نظر انداز کرنا سہل جاتا ہے۔

رو، فرقہ اہل سنت و اجماعت کے دلائل نہ

ن تائیہ من اہل بیتہ ولکن ای نسائیہ من اہل بیتہ الذین یعلمون و میتو
ثقل اویسی حقوقہم ۱۷۔ جمع البخار الانوار جلد ام۵۔ نقطہ اہل والبُنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
از دینہ و مصیح ملی و نہائید راقموس مکا۔ حضرت مسیح عیسیٰ مسالم نے اپنی بیوی کو لفظ
لاہلہ سے پکارا جیسا کہ آتی ہے۔ اذ قال موسیٰ لاحله ای آنسٰت ناداریل رس اہل۔
تعجب یاد کر جب کہ مسیح عیسیٰ مسالم نے اپنی گھروالی سے کہا۔ کہیں نے ایک آگ کیجی ہے۔ پھر ایک دوسرے
مقام پر حضرت مسیح عیسیٰ مسالم کی والدہ پر اہل بیت کا لفظ وارد ہے۔ جیسا کہ فقالت هل اول لکم
علیٰ اہل بیت یک علویہ لکم و هم له ناصحون (پت) س قصص۔ پس مسیح علیہ السلام
کہ بنی بیوی۔ کیا یہ تپس ایسے گھروالے بتاؤں۔ جو اسے ہمارے لئے پالیں۔ اور اس کے خیر خواہ ہوں
فرمودناہ ای امہہ بپس ہم نے مسیح کو اس کے پاس پہچایا۔ پھر لوٹ علیہ السلام کی بیوی پر اہل
کا لفظ پو لا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس سوتھی اکر کے اہل سے نکال دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ فاجیہینہ
لاہلہ الامارتہ کانت من العابدین (پت) س اعراف۔ تعجب ہے پس بجات ہی ہم نے اس کو
اور لوگوں اس کے کو گزر ہوتے اس کی کو کہ حق پہچھے رہ جانے والوں سے۔ اصل۔ گھرانہ۔ خانہ۔
بیوی بیٹے۔ اہل۔ اولاد (نفات القرآن) اہل بیت کن خاد و بستان آں و اہل البُنی صَلَّی
اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ازدواج و دختران دہم رخضرت تکلیف اللہ علیہ و سلم کہ ملی ابن طالب است (تہیی للہ
جلاد اصلت)۔ سلیمان بنیتہ وجیہہ نبیرہ علی کون نامہ البُنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ من اہل بیتہ قاضیۃ
بسطوان روی الشیعہ فی تشصیصہم اهلتہ البت نفاطمہ و علی و ابنہما رضوان اللہ علیہم
اجمعین و اماما تو کوابہ من ان رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خرج ذات
غذ و تہ و علیہ مرض مرحیل من شعلہ سود و جلس فاتت ناطمہ فادخلہما
فید شہداء علی فادخلہم فیدہ شہداء اللہ ن و الحسین فادخلہم فیدہ شہداء اللہ ن
تمایا بیہد اللہ لیذ ہب عنکم الرحبس اہل البت خاتما یدل علی کوئی ہم من
اہل البت ان رتفیع علامہ بی اسعود) اہل البت ای نساء البُنی و کیمی تفہیم جالین عربی
۲۸ و اختلاف الاقوال فی اہل البت والادوی ان تعالیٰ صم اولادہ و ازدواجہ
والحسن والحسین منہم و علی منہم لانتہ کان من اہل بیتہ بسبیت شش
بنیت البُنی علیہ اسلام و ملائکہ من للبُنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تفسیر کبر ص ۹، ۱۰۔

اہل بیت و فیہ دلیل علی ان نسائیہ من اہل بیتہ (تفیریہ مارک) اہل البت
 هم نسائیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم لانہن فی بیتہ و هو روایتہ عن سعید
 ابن جبیر عن ابن عباس وقتلاً قوله تعالیٰ وذکر مایتی فی بیوتکن من آیات اللہ
 و الحکمہ و هو قول عکرمہ و مقاتل التفسیر خازن ص ۲۳۸۔ اہل البت وارا و
 باہل البت نسائیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم لانہن فی بیتہ و هو
 روایتہ سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ای آخر (معالم النشری
 ص ۲۱۸) اہل البت ای زیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و محدثین
 برائے ازدواج نبی اہل بیت فے اند در وسیط از عکرمہ نقل میکند کہ مراد از اہل بیت ازدواج وی اند
 بیلی خطا بگذشتہ وائیہ و ضمیر نہ کرد بل یک مردم بجهت تخلیب است چشم پر صلح و میان ایشان
 یوودہ و در زاد المسیر قول آوردہ کہ عام است مرا زواج و اولاد را و در احتفاف از امام ابو منصور را تیکی
 ہمیں نقل میکند و صاحب عین المahan فرمودہ کہ طا تفسیر دلالت برائی دار کہ اہل بیت ازدواج باشند۔
 (تفسیر حسنی جلد ثانی ص ۲۲) اہل شیعہ اس حدیث پر بڑا زور دیا کرتے ہیں جبکہ امام سلمہ و عائشہ
 و والی بن الاستخی سے بطريق مختلفہ ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و حاکم و ابن مردوہہ و بہقی و ابن الجائم
 و طبرانی و ابن ابی شیبہ و احمد و سلمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ گواہ کے بعض طرق تھیں
 کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فاطمہ و علی و حسن و حسین کو اکیس سیاہ کمپ میں لپیٹا جن کو اپ اور جھے ہوتے تھے۔ اور یہ آیت ٹھیک اور
 پھر فرمایا۔ الائچہ هؤلما اهل بیتی التھیم اذ هب عنهم الحب و طهر هم تظہیر
 کر لے اسٹدیوگ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کی ناپاکیں دُور فرمی۔ اور ان کو پاک فرمی۔ اور ایک
 حدیث اپنی لوگوں نے یہ بھی روایت کی ہے کہ انحضرت فخری نماز کو جب جدیں تشریف یا جلتے
 تو خاطر نہ کر گھر پکھت جو کیا اہل البت الصلوٰۃ الصلوٰۃ تکہری آیت پڑھا کرتے۔ اور سمی نے
 زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں نہ کو اپنی اہل بیت کے حق میں الہمہ کو یاد دلانا
 ہوں۔ یعنی ایسا سے کسی نے پتھرا۔ اہل بیت کون ہیں؟ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویں ان کی اہل بیت ہیں
 ہیں۔ کہا۔ آپ کی بیویاں اہل بیت ہیں۔ میکن آپ کی اہل بیت وہ لوگ ہیں کہ جن پر صدقۃ حرام ہے۔ وہ
 علی نہ اور عقل نہ اور حجہ نہ اور عباش کی اولاد ہیں۔ ان تینوں حدیثوں کو اگر صحیح ہی ان لیا جائے۔ پھر جیسا یہ
 نہیں ہے۔ کہ خاص ملی و فاطمہ و حسنہ ہی اہل بیت ہیں۔ اور حضرت کی بیویاں اہل بیت نہیں ہیں بلکہ میں

حدیث تو صاف ظاہر کرو رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاطرہ ملی و حسن جسین بھی مکمل ہیں سیکراں بیت میں شمل کیا۔ اور ان کے لئے دعا فرمائی رونما کیا اللہ تعالیٰ کو مسلمون نے تھا کہ ہم لوگ اہل بیت ہیں پھر ہٹولاد اہل بیت کہنے کی وجہت تھی۔ اور اسی طرح دوسری حدیث کرایا جاتا ہے۔ اور تیسرا حدیث تو ان دونوں سے مخالف ہے۔ اس کے علاوہ یہ قول نیکا ہے۔ جو حضرت علی و عقیل و عباش علی اولاد کو اہل بیت کہہ رہے ہیں۔

رف، کیا حضرت علی و حضرت عقیل و عباش کی اولاد بھی جو سینکڑوں برس کے بعد پیدا ہوئی اور ہو گئی سب اہل بیت ہیں یعنی حقیقت میں اہل بیت اور آل علی و بھی لوگ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلفتے موجود تھے۔ اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو جو اہل بیت اور آل علی کہا جاتا ہے۔ تو مجاز اور اپا۔ کس لئے کہنے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہے ہیں۔ اور نہ حضور صلیلم نے ان کی عیالت فرمائی۔ حق بات یہ ہے۔ باقی افراد و تواریخ ہے جو تقصیب یا فرضیت پڑھی ہے۔ سو بیٹے و بیٹیاں نہیں اہل ہیں۔ یعنی قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصتے میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ و نادی ای فوج ربه فقال رب ان ابني من اهلي و ان وعدك الحق و انت احکم الحق الکھیم۔ قال يا نوح حانه لیس من اهلك انہ عمل عبیوسالم۔ پکارا نوچ نے پور دکار لپیے کو پس کھا۔ اسے رب نیرے تحقیق یہا بیٹیا میرے اہل سے ہے۔ اور تحقیق تیار و عده پچاہے۔ اور تو بہرہ حکم کرنے والا ہے جس کرنے والوں سے۔ کہا نے نوح! تحقیق وہ نہیں ہے اہل تیرے سے۔ اس کے ملن ناپاک ہیں۔ حقیقت میں یہ نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا تھا بیکن لفڑنے اسے اہل تیرے خارج کر دیا۔ اس سے کہ احکام اہل ہونے کے اسپر جاری ہوں۔ جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دسلمان مانا اهل الہیت، یعنی سلام جہاں دین پر ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہے اور نماشید کرتی ہے۔ اس نوں کو حدیث امام رضا علیہ السلام کی چنانچہ فرمایا ہے کہ کنجان حقیقت میں بیٹا نوح علیہ السلام کا تھا۔ لیکن اس نے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی خداوند تعالیٰ نے اسکی نبیلی پر ہاپ سے کو جس وقت دین سے مخالف ہوا۔ تو اہل سے خارج ہوا۔ ایسے ہی جو شخص کہہتا ہے شیعوں میں سے کہلنا خداوند تعالیٰ کی فربانبرداری وہ نہیں رہتا تو وہ ہمارے شیعوں سے نہیں ہے۔ اور یا یہ کہ جو شخص سعادت میں سے ہو۔ اور فربانبرداری وہ خداوند تعالیٰ کی نہ کرے۔ کہ ہمارے طریق پر وہ نہ ہو۔ تو شرط پیدا ہوت اس میں سے جاتا رہتا ہے۔ تغیر عزّۃ البیان شیوه جلد ۲ ص ۳۔ جشنین رضی اللہ عنہما کو

اولاد بنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائیز ہے۔ دیکھو ایسٹ ممالک میں ان ہر ہد صاحبین لفظ اپنامنا کا اطلاق خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے۔ نیز ایک جگہ آیا ہے۔ ذکریا و میحی و میسی اولیاں کل من الصالحین یعنی ذکریا و میحی و میسی را یا اس سب نیکو کاروں سے ہیں۔ پچھا گام۔

ذکریتیہ معهم دلیل علی ان انساب ثبت من قبل الدّم ایضاً لانہ جعلہ من ذکریتیہ نوحؑ علیہ الشّلّام ولا یتصل بہ الابالدّم وہذا ابیب البجاج حین انکہ ان یکن بتوفیۃ اللہ اولاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (تفیری ماک) و فیہ دلیل بین علی ان الذیتیہ تتناول اولاد البنات (تفیری ابوالسعود) و از آنجا سلوم سے شود کرنب از طرف مادر سیمح است۔ کہیں را دل ذریت نوچ یا ابراہیم یاد کرہے۔ حالانکہ نسب اوز مادر است۔ نہ از پدر پس چاہن و حین از اولاد رسول باید دانست و بنو ایسید دریں با ب صفاتیہ میکر فذ لتفیری جسونی جلد اصل ۱۹) اور حضرت صادری علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے منسوب کیا ہے قرآن میں عین بن مریم کو طرف ابراہیم کے مریم کی چہت سے وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ اور تصور دوام علیہ السلام کا اس سے یہ ہے کہ رسول خاصے اللہ علیہ وسلم ایک طرف منسوب ہیں فالممّن هم علیہما السلام کی چہت سے جنہا چند وہی روایتیں ہیں ہے۔ کفر زیاد مسی کاظم نے کہیں انبیاء کی اولاد میں دہل مریم کے وہ سطہ ہے۔ اور ہم داخل رسول خدا ہیں فاطمہ کے وہ سطہ کے تفسیر عمدة البيان شیخ حلبی ص ۶۵) و عن ابن بکر قال رأيُت سَعْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الْمُنْزَهِ الْحَنْتَ بْنَ عَلَى جَنْبِهِ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ سَقْ وَعَلَيْهِ أَحْرَفٌ يَقُولُ إِنَّ ابْنَيَ هَذَا أَيْدِي وَلَعْلَ
اللَّهُ أَنْ يَصْلُحُ بِهِ بَيْنَ نَفْتَنَ عَنْلَيْتَنِ مِنَ الْمُلْمَنِ (رواہ الحجاشی) روایت ہے ابوکے کہ کہا۔ وکیسا میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متبر پر اور حسن بن علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ وکیسا یا بائیں۔ اور حال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے تھے لوگوں پر ایک بار اور حسن بن علی پر دوسرا بار یعنی لوگوں کی طرف دیکھتے تھے درستے وعظ و نصیحت کے اور کچھ شن کی طرف شفقت دھرتے سے اور کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق یہ ٹیکا میرا سید ہے۔

(ف) سید دہ کروائی ہونیکی میں اور بیضوں نے یہ کہا کہ سیدی وہ جو نہ غالب آئے اس پر غصب اس کا بینی حسیم اور اطلاق سیدی کا بہت سعنوں پر منجا ہے۔ مربی اور ماک اور تنفی اور فضل اور کریم اور حلمیم اور تمدن قوم کی ایسا پر اور ریس اور مقدم (منظار حق جلد اصل ۱۸)

نتیجے۔ را، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسنؑ کو ابن فرمایا

۱۔ صلح کی جائیگی اس کے ذریعے دوباری جملتوں میں، ریس اور ان دونوں جماعتیں کو سے نہیں خرا جائیں۔

طبرانی روایت کردا این عمر کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کلی نبی انبیا فان مصیبتهم لا بی THEM
ما خلا ولا فاطمه فانی أنا مصیبتهم و أنا ابوهم ۱۰ بابین قاطعہ شرع صوات محرقة ص ۲۹ ۲۹ ستوں فیصل
یہ ہے۔ کہ در اصل اہل بیت تو از واجح مطہرات ہی ہیں اور ان میں حضرت نے لپٹے پیاسے فرزندوں
کو بھی شامل کر دیا۔ کیوں نہ ہو۔ بال بچے اور بہت قریبی عزیز و اقارب بھی گھر ہی کے لوگ شمار ہوتے ہیں اپنے
اعتقاد صحیح او جنت خالص ہی ہے۔ کہ از واجح مطہرات اور ان پاک باز لوگوں کو بھی اہل بیت سمجھ کر ان کا
تول سے ادب کرے جس میں حضرت عائشہ اور عاطۃ الزہرا اور حنین بھی داخل ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔
سوال :- ایک سید قم جو دنیا میں بس رہی ہے۔ ان کی عزت لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ کیا وہ سے
پہلے سید کا نام کس پر بولا گیا ہے۔ تشریح کر کے آئیت اور حدیث سے بتاؤ کہ تسلی ہو۔

قرآن میں سید کا لفظ دو جگہ آیا ہے۔ حضرت یحییٰ یصریل کی تعریف میں خلافہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
سید و حصورا (پ) س آل عمران ترجمہ۔ سردار قوم کا اور رونکے والا اپنے نعش کا (تمام گناہوں)
رہا، بنی ریخا کے شہر عزیز پر بھی سید کا لفظ بولا گیا۔ والقیاسید حالہ الیاب (پ) اس پیغ
ترجمہ۔ اور پایا ان دعائیں نے آقا اور خاوند زیخا کو نزدیک دروازہ کے پہرے لفظ حصور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے پر پہاڑ کیا۔ ابوہریرہ راوی ہیں۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس سید ولد
آدم یوم الیامہ و اول من پنشق منه السید و اول شافع و اول مشقم ۱۰ صحیح محدث ۲۹۔ اور
سنہ۔ عائشہ صدیقہ ردیہ ہیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردارانِ رب کے میں
پکس بلا کوئی میں نے کہا کہ کیا۔ آپ سیدِ الرب نہیں۔ آپ نے فرمایا کہیں تو تمام نبی آدم کا سردار ہوں اور
میں سیدِ الرب ہیں (از اہلۃ النجاح) لوفٹ شاہ ولی اللہ صاحب حصہ سوم (۳۰) الحدیث میں حضرت علیہ کرم
وجہ پر سید کا لفظ بولا گیا۔ ادنیوی منہ سید کے سردار۔ آقا۔ مالک کے ہیں۔ طاخطہ ہونнат القرآن (۳۱)۔
پھر سید کا لفظ حنین رضی اللہ عنہا پر بولا گیا ہے۔ و عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الحن والحنین سید اشباب اهل الجنة رواہ الترمذی (سنہ ۴۷۰ جلد ۲ ص ۲۸)۔ ترجمہ
روایت ہے۔ ابی حییہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حن او حنین ہونوں ساری
جو ان بہت کے۔ مردیب ہے کہ یہ بہت والوں کے سردار ہیں۔ اس لئے کہ اہل جنت ب جوان
ہونگے۔ اس لحاظ سے ہی آپ ان کے سردار ہوں گے۔ الا ابیار اور خلفاء راشدین ان سے اپنے نہیں
طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
زربیا۔ اول من شفع له یو مد القیامتہ اهل بیت شہزادہ الاقرب فالاقرب من قریب

ثُمَّ الْأَنْصَارُ ثُمَّ مِنْ آمِنَ بِي وَابْتَغَى مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ثُمَّ مِنْ سَائِرِ الْأَرْبَقِ
 ثُمَّ الْأَعْاجِمِ وَمِنْ أَشْفَلِهِ أَوْلَاهُو أَفْضَلُ - صَوَاعِقُ مَحْزَنِهِ ص ۳۲۵ - تَرْجِمَ حَضُورُنَّ فَرِيَا
 يَعْنِي يَعْلَمُ بِيَوْمِ دِنِ قِيَامَتِكَ مِنْ بَيْنِ الْمُبْتَدَأِ كَمَا شَفَاعَتْ كَرْوَانَةَ كَمَا يَعْلَمُ بِيَوْمِ
 بَعْدِ الْأَنْصَارِ كَمَا يَعْلَمُ بِيَوْمِ هُنَّا أَوْ مِيرِيَّ كَمَا يَعْلَمُ بِيَوْمِ وَالْوَانِ - بَعْدَ حِسَابِهِ نَبَغَّلُ
 كَرْوَانَةَ كَمَا جَوَيْرَيَّ سَاتِحَةَ اِيمَانِ لَائِئَ - جَنِّيَ كَمَا يَعْلَمُ بِيَوْمِ شَفَاعَتِ كَرْوَانَةَ كَمَا يَعْلَمُ
 بِيَوْمِ تَقْلِيمِ تَرْجِمَ صَوَاعِقِ مَحْزَنِهِ ص ۳۲۶ - حَذِيفَةَ سَرَّ رَوَى أَيْتَ هُنَّا - كَمَا يَخْرُضُتْ صَلَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَّيْزِيَّةَ
 أَنَّ هَذِهِ الْمَلَكُ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا رُضِّقَ فَطَبَّلْتُ حَدَّ الْلَّيْلَةِ أَسْتَاذَنْ دَبَّةَ السَّلَمِ وَ
 يَبْشِرُنِي بِإِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النَّسَاءِ أَهْلَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْحَسَنَ سَيِّدَ اِشْبَابِ
 أَهْلِ الْجَنَّةِ ۱۶ رَتْنَدِي /

(ترجمہ تحقیق یہ فرشتہ اس راستے پہلے کبھی زین پر اذل نہیں ہوا۔ گز اس راست کو اس نے
 اپنے رب سے اذن لیا کہ مجھ پر سلام کرے۔ اور مجھے اس بات کی بُثُرت دے کہ خاطرہ از ہبہ جنت لی
 عورتیں کی سردار ہیں۔ اور تحقیق حسن اور حسین بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں) ربانی

آفادات الور

رواہ اور صاحبی سہاں (پوری)

جو آگ دل میں لگی تھی اسے بچھانے کے وہ بنیصیب حیاتِ دوام پانے کے جو نام فریض عالم پر سوکناد کے سہلے تندزانہ جسے اُڑانے کے کر خضر سمجھی ہے آب لفڑا پلانے کے! کر حبس کوئی کے اجل بھی نظر ملانے کے گروہ دین کی بُنْسِیاد کو حصانہ کے وفا محبس احمد اور کو گھٹاد کے وہ خرکی ہے جو نک قتلہ پا انہ کے	شان غم کی کہانی مدینہ جمانہ کے جو حضرت شیخ رہقی میں دل پر کھاد کے وہ تشقی نہیں حسب بارگاہ خدا رہی نہ دہن مسلم پاپ وہ خاکِ شب مری نظر میں سکندر کی کیا تحقیقت ہے میں چاہتا ہوں وہ جام شہادت کُبری اٹھائے بیچے گوشتنی کے چیزوں نے سماں نے کوٹش نہ رکی میں کن میں ارجمال کا قائل نہیں مگر انوس
--	---

امام علیہ کی آمد

(سید علام حسین شاہ صاحب پرہاری)

آئیت استخلاف میں خداوند کریم نے یوینین سے جس استخلاف فی الارض نے تین دین یعنی علیہ اسلام کا وعدہ فرمایا ہے وہ دعده حضرات خلفاء تسلیم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں پدر جد اتم بورکہ ہوا سبیے ایک مضمون کے جواب میں ایک شیعہ صاحب تھے لکھا ہے کہ علیہ اسلام کے نے یہ کوئی ضروری نہیں کہ متصل وفات مرکار رسالت پناہ میں اللہ علیہ وسلم ہو۔ بلکہ ہو سکتے ہے کہ علیہ اسلام امام مہدیؑ کے طور کے بعد ہوشیروں کا یہ کہنا قرآن کی تصریح کے خلاف ہے۔ ایسا کہنا قرآن خدا کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنے ہے۔ بیوکمہ قرآن نے علیہ اسلام اور تکیین دین کا وعدہ ان انفاس مخدوسہ سے کیا تھا جو بقت نزول جس حاضر تھے۔ جیسا کہ آئیت استخلاف سیرہ نور سازی ان رکوع اٹھارواں پارہ میں ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آتُوا مِثْكُومَ الْخَيْرِ وَعَدَهُ كیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے جوابیان لائے تھیں سے۔ توجہ وعدہ حاضر میں سے ہے۔ تو علیہ اسلام اور تکیین دین کا زمانہ ان کے ماسواکسی دوسرے شخص کی بنیاد پر ہے۔ ورنہ فقط نکمہ میں ضمیر جمع مذکور مخاطب لانے کا کیا گا میہ۔ جبکہ وعدہ غائبین سے تھا۔ تو حاضرین یہ مخاطب بنانے سے کیا غرض تھی۔ دوسرے جوابیہ ہے کہ شیعہ حضرات جس مہدی کے زمانہ کو علیہ اسلام کا زمانہ باور کر رہے ہیں جسے جمہور مسلمین کی صورت میں علیہ اسلام کا زمانہ نہیں کہہ سکتے جب تصریحات کتب شیعہ مہدی شیعہ نے... تشریفی لاکر چودیں اسلام کو علیہ دینا ہے۔ وہ یہ ہے۔ بلا خلط مرتکب شیعہ من المیقین فارس ص ۲۱۴ سطر ۷۔

پڑھے۔ پس (مہدی) بعد از سہ روز امر فراہیڈ کہ دیوار رد ضرر رسول (ابشگا فندی یعنی ہمارا مہدی) تشریف لانے کے بعد حکم فرمایا گا کہ رد ضرر رسول اللہ صلیم کی دیوار کو گرداد۔ نیز اسی سخن پر ہے کہ رد ضرر رسول کو گلا کر حکم کرے گا کہ العیاذ بالله ابوبکر اور عمر کا کعن ۹ تارو۔ چنانچہ ایقین کے ص ۲۱۴ کی صلیبتار یہ ہے پس بغایہ کہ کفہنا ایشان (ابوبکر و عمر) بکشانید و ایشان راجعون کشند بر رخصت خشکی یعنی پھرشیوں کے مہدی صاحب حکم فرمائیں گے کہ ابوبکر و عمر کا کعن آتا کر ان کو خشک رخصت سے نجات دے۔ استغفار اللہ من هذا المحدادی اور اس کے بعد جو اسلام کو علیہ دیں گے۔ وہ یہ ہے۔ بلا خلط ہو کتاب شیعہ من المیقین فارسی مطبع جgefri لائلنڈ ص ۲۱۴ سطر، باب الرحبۃ میں یہ عبارت موجود ہے بس۔

ایشان را بغراہی کر برداشت برکشند و آتشے را امر فرمائیں کہ انہیں بسیوں آئیں۔ واثق بن رابع نے امداد
برداشت و پاسے را امر فرمایہ کر خاکت را ایشان بدل دیا تا پاٹ برداشت اگلے برداشت باز رونے نہ بارا ایشان طے
بکشند و زندہ شدند پس خدا بر جایش کے خواہ ایشان را بپرد و متعجب گردانہ۔

توبیخ پس مہدی صاحب لوگوں کو حکم کریں گے۔ کہ ابو بکر اور عمر کو برداشت پر بامدھے ہیں۔ اور ہمچنانکہ کر
حکم کریں گے کہ زمین سے باہر کم ابودیکہ اور عسر کو احیاد بالائیہ بیج برداشت جلاستے۔ احمد بن عاصم کو حکم کریں گے۔
کہ ان کی خاکستروں کو دریاؤں پر اڑاتے ہیئت کو صبح شام نہار دفعہ ان کو قتل کریں گے۔ اور ہمچنانہ ہوں گے بھر
خدا جہاں چاہیگا۔ ان کو پہنیک کر غبار کر دیجگا۔

اور ان کے مہدی صاحب کا اکیل اور کارانہ ملاحظہ کیجئے۔ جیسا کہ حقائق نظری و فوتو اسٹریٹ و این
بابویہ دلیل الشرائی ردائیت کردہ است اذحضرت باقر کہوں قائم مانظاہر شود۔ عالیشہ رازنامہ
تابروحد بزند (ترجمہ ابن بابویہ نے علی الشرائع میں امام باقر سے روایت کیا ہے۔ کہ جب ہمارا مہدی
ظاہر ہو گا۔ تو عالیشہ (حزم و حل) کو زندہ کر کے اس چند اور سزا قائم کرے گا۔ اسی طرح شیعوں کے
مہدی صاحب کے چنیاں بھی کارانے ہیں جو کسی دوسرے موقع پر پرض کے جائیں گے۔ تو یاد ایسے شخص
کے زمانہ کو کون مسلمان علمیہ اسلام کا زمانہ کہہ سکیگا۔ اگری غیرہ اسلام ہے۔ اور اسی علمیہ کے لئے شیعوں
کے امام صاحب تشریف لائیں گے تو اس اسلام پر کفر بھی شتما ہے۔ شیطان جسی سیسے کفر پڑا
نفرین کر رہا ہے :

تبیینی کتّ اپس

تخفیف میز اشیعہ: جو شیعہ اسلام کے تدبیر سے
سروشوئیہ کا ایڈریشن جو تھا ہیں نہیں کہ نامے
مودودی میز اشیعہ کے نامے
قادیانیوں کے تدبیر سے میں نہیں کہ نامے
حرمت لغزہ داری کے تعلق شیعہ
علماء مجتهدین کے تھا ہیں۔ فی سنیکرہ دلکشیوں
سات روپے۔ فی نسخہ ۳۔

منہج شمسِ اسلام بھیڑ پس نیا بُ

ہنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی دسویں ملاقات

راز خان زادہ غلام حمد خان صاحب ننگش

بنگش :- کلب علی آپ کا قدم بغیر ہو اور کلب جین کا بھی۔ پھر کیا خبر لائے ہو؟
کلب علی:- مم آپ کے ساتھ اپنی ساتوں ملاقات کو دہرانے کے لئے حاضر خدمت ہو کر مقصس ہیں۔
کہ آپ نے لکھنؤی مرتضیٰ یوسف جین کے ان اعراضات کا کوئی جواب تو ورنار اشارہ مک جی
قلمبند نہیں کیا۔ جو رالہ شمس الاسلام ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحات ۳۵۴ پر درج ہیں جیسے
میں آپ کے ملا صاحب کی طرف سے ظاہر کیا گیا ہے کہ (جیج اضداد) ہمارا ذمہب ہے۔

بنگش- میرے نادان درست۔ میں کبت تاک آپ کو جگانا ہوں گا۔ آپ لوگوں کو تو روپوش سامو
صور بھی جگا دسکے۔ دیکھ بھنگوکے دروازوں پر پیسان ایک اشتہار بزرگ بنیختنی
کلان کی پیٹانی پر کیا درج ہے۔ کل مارت ۱۹۲۷ء قبل از نماز جمعہ اس پر مفصل بحث کر کے حاضرین مسجد کو
تبایا۔ کہ تم اہل سنت میں سے کیا کوئی ایسا بیغیرت ہو سکتا ہے۔ کہ اپنی بیٹی کی سی عیسائی کے ساتھ شادی
کر لے بقینہ نہیں۔ یونکہ انہوں نے ایک بندے کو خدا کا شریاب بنادیا ہے۔ لیکن جو لوگ یعنی
روح اللہ سے بہت کم درجے کے ان کو جعلی پسرابی طالب ہے جیقی خدا بنائے ان کو حنید
مزدیپیوں کے لئے اپنا لخت جگدے کر (الرضا بالکفر کفر) کے مصدق بنئے ہیں۔

کلب علی، آخر تکہا گیا ہے۔ جو اس تقدیمات نیز پا ہوئے ہو۔

بنگش :- مکر دیکھ! وہ ایک اشتہار ہے جس میں سیدا علی کے نام پر ۱۹۲۶ء میتوب ۱۹۲۷ء
بمقام پارہ چڑک رکھنے والے کئے نام تھیں مقرر کی گئی ہیں جن میں لکھنؤ سے لے کر پشاور
تک وطنیں اور سیخین کے بڑے بڑے شہروں اور سلطانوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اشتہار نذکور کی
پیشاف پر شب ذیل اشعار میں اپنے عقیدے کا ملاحظہ کرو۔

شکر ہے صد علی شاہ حُدّی پیدا ہوئے

آج کعبہ میں وصی مصطفیٰ پیدا ہوئے

مطلب از انشائی کعبہ بہریں لا و تو بود پ ورنہ شخصے لامکاں راخانہ کے باشد روا

نصاریٰ نے عیاشی میچ کو صرف شرکت کا شرف فے سکھا ہے۔ لائن نام نہادِ مؤمنین شیمی نے علی کو زلاتہ ربت اعلیٰ قرار دے کر تلقیہ کے پرده کو چاک کر کے صاف اعلان کر دیا ہے۔ کہ جو گھبیں پیدا ہو کر علی این ابی طالب سے مشہور ہوئی ہے یہ تو در حقیقت وہی ذات صاحبِ لامکان ہے جس کو قاضی نور اللہ شہید ثالث نے مجالسِ المؤمنین کے ذریعی جماں پیر بادشاہ کے زمانے سے روشناسِ عام کر دیا ہے۔ کہ شش مرتبے ارج من بالائے عشر، لامکان سے پیغمبرؐ کے ساتھ گفتگو کرنے والا :-

از علی می شنند نطق علی پر مد علی حسنه علی بود آنجا

ابسی حالت میں اگر آپ مومنین ہیں تو وَاللَّهُ بِاللَّهِ كَعْبَةٌ نَصَارَىً آپ سے بڑھ کر

مومین ہیں :

لکٹ تعلیم: - حلنے ویکھئے ہماری کفرشاہی سے آپ کو لیا سر و کار۔

س : کیا آپ اس وقت خوش ہوئے جب کہ میں بھی بڑے بڑے رہنمایان رُشد و ہدایت اور
عالمِ اسلام کے لئے دشمنی کی طرح خاموش بیٹھ چکر ہوں۔ آپ بار اپنی اخباروں رسالے لیں

بلاکہ مختلف مقامات پر جلوس کے ذریعے شرک جلی کو پھیلاتے ہوئے مسلمانوں کو دمماہم بھٹومنیت کا مصدقہ بناتے رہیں۔ یہ تو ہم سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اے حمراء اضداد کا حواں شئے :-

اول - صدیق اور خاروق رضی اللہ عنہما نیز علیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بشیک

ہم اسے سر آنکھوں پر گرفک میراث پری نہ تھا۔ دعویٰ عقلت اور بے خبری پر منہی تھا۔ اُخرين سیدہ کو قائل ہوا پڑا۔ اور اپس میں راضی ہو گئے۔ ورنہ ملاحظہ ہوا پسکی اینی کتاب حلیۃ المستقین

محلی باب ۱۱ ص ۲۸۳ :-

از حضرت صادق منتقل است که گنیه مون در همان محل بانتد کرده است چون

برادر سس جھا شود۔ دلیل در دش لینہ کما ماد۔ ولینہ کاف در عاصم حضرتے باشد۔
دیکھ کلب ملی۔ بی بی خاطر کاتمام عمر لپنے دل میں کینہ رکھنا اگر صحیح ہے تو پھر اس الزام کا جواب دو۔
کہ حاذ اللہ تھہا سے نہیں کے مطابق وہ کافروں کی طرح شقی انقلاب ثابت ہوتی ہیں۔ ہم تو سییدہ خاطر
رضی اللہ عنہ کا حوالت نہ کئے قائم ہیں۔ اور اسالا اداً مننا بحیج گوارا نہیں کرتے۔

دّوّم: کتاب الامانۃ والسیاست مصر کا پتہ نہیں رسمیت ملکے یہودی ہے۔ راضی ہے یا مسلمان۔ پھر ایسے شہر سے شایعہ میجاوہا الفراعنة والرّاضیہ ہے۔ بنیک حضرت عثمان اور عمر یا سر

و دونوں ہمایے بزرگوار ہیں لیکن واقعہ علطا ہے اور جھوٹوں پر خدا کی چھپتکار۔

سچوں: حضرت علیؓ کوئی پیغمبر نہ تھے کہ حضرت معاویہؓ ان کی سرتابی سے امت بتالا علیؓ میں نقیص پڑنے سے خارج از اسلام ہوا ہو۔ یوجہ محدود حیث ہم سیدنا علیؓ کی عصیت کے قائل ہیں لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بوجہ شرف صحابت ہمایے لئے محترم ہیں۔

علاوہ بیس کچھ اور دجوہ بھی ہیں لیکن اس محدود حجم والے رسالہؓ میں سیدہ طوالت کی بخشش نہیں چھام۔ بلا ریب حضرت علیؓ کی بی بی عائشہؓ زوجہ و محبوبہ رسول خدا سے حسب نو شہزاد

لاؤں ہوئی ہے جو خبگ جبل کے نام سے مشہور ہے۔ اور دونوں ہمکے نزدیک سوائے اصحاب ثلاثۃ سلام اللہ علیہم کے تمام امت میں افضل و اکرم ہیں لیکن اس میں امیک کلتھے ہے جس کا حل آپ کے ذمہ۔ خدائی تبارک و تھام کی فرما ہے۔ "وَإِذَا أَجَدَهُ أَحَدًا تَهْمَمْ لِيَتَبَيَّنَ مَنْ يَقُولُ إِنَّمَا مَلَائِكَةَ مَلَائِكَةٍ" اس اشارہ کی رو سے علیؓ بیٹیا ہے اور بی بی عائشہؓ اس کی ماں۔ ہم اس تشرف سے کسی بھی اکار میں تقدیر اپنے آپ کو مونہ نہیں کہہ سکتا خداونما ہے کہ مونہ وہ ہے جو رسول اللہؓ کی ازوائج کو فرداً فرداً اپنی والدہ بھس پاٹی تھے جانو پیچم۔ امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔ بہت اچھا لیکی۔ یقین نہ وہ باعیناں صدر سے ثالیں ہے کہ رضی بن لگای تھا۔ اور بی بی عائشہؓ کو قتل کر کے چیز کے کنوئیں میں گرا نہ سرتاسر حصب ہے۔ اللہ ہدایے کندروں کی العنّہم لھناً بکیو۔ مذکورہ محمد کی بزرگی قلم رافضہ کو بھاڑک ہے۔ باقی جو حال ہیں وہ کتب رافضہ کے ہیں۔

ششم: حین کو رافضوں نے کہ مکے سے بلاؤ کر کوئہ میں شہید کیا۔ دیکھو روضۃ الصفا کتاب رافضہ اور مجاہس المؤمنین کتاب رافضہ۔ جلال الدیون کتاب رافضہ۔ ذبح عظیم کتاب رافضہ۔ ناسخ التواریخ کتاب رافضہ۔ بشیک حضرت حین رضی اللہ عنہ ہمایے بزرگ ہیں۔ باقی رہنماء حبیث ابو داود کا حوالہ نے کریمہؓ کو حصہاً خلیفہ تسلیم کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ فرض تھے فریب اور تبلیانہ کلمات و حکمات سے عازیل کے اولین باپ ابو الجان کو بھی خبر نہیں۔ دیکھ کلب علی الہمّت کوئے پریا یہی ظاہر کرنے کے ناضجی مزراً نے اس پروردایا ہے۔ کہ اُنہی وہ دشنی خاندان بھی ہیں جو زیر کوئی بھی اپنی عقبتہ بحدیث میں خلیفہ کا لقب نہ تھے ہیں۔ حالانکہ خلیفہ کا منی کسی کا قائم مقام یا باہدثہ کے ہیں۔ دیکھو نہ بخیاث اللہ انت اور ان ہر دو منی کے لحاظ سے درست ہے۔ وہ اپنے والد اجد رضی اللہؓ کا قائم مقام بھی تھا۔ اور بادشاہ بھی۔

وس میں براہی کوں سی اور سلام کیا۔ لیکے ہم پیش مبداندیش کہ بزرگ نہ ہے باد۔

میں بھائی نہ سرشن دلپر

ہم اس کو خلیفہ بھی بادشاہ سمجھتے ہیں۔ لیکن بادشاہت کے قیام سے آپ کوچھ انکار نہیں۔ گھرم اسے بادشاہ نام جابر و فاتحی سمجھتے ہیں۔ اس پس ان میں جو جم اضداد کی گئی بات تھی جس پر پیغمبر ﷺ نے اسلام سے توبہ کے لئے کوئی قبول کیا۔ یعنی راضھی بن گیا۔

کلب محلی۔ واقعی ایسے حوازوں سے سوائے نہاست کے کیا حال۔

بنگلش میں خدا شر، بنگلگزد کہ خیرے مادران باشد، اٹالا چور کو توال کوڑانے۔ آؤ۔ ہم آپ کو بادیں۔ کج جم اضداد ایسے ہوتے ہیں۔

اول: ترقیہ خود جم اضداد ہے۔ شرم ہے کہ ایسے ذمہب والے دوسروں کو طمع دیں۔ ذرا دیکھو تو یہی جس نہ ہب میں دشمنی سے توحصہ دین صرف ترقیہ ہیں ہو۔ یعنی جھوٹ میں۔ اس کے جم اضداد کا کیا ٹھکانا۔ نائل ابو عبد اللہ یا یا عمران اُن تعلمه احت رالذین فی الترقیہ۔
کافی ص ۸۸ ملم۔ جو حب ذیل تشریع سے تأسی نہیں یہ آسکتا ہے۔

مشہد: اتر ارشتہا دین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جادا عکس ایمان طالیب پر۔ ایمان تمام ایمان کتابوں پر۔ ایمان تمام رسولوں پر۔ ایمان روز قیامت پر ایک شخص ان سب کا قابل اور عامل ہو۔ بخلاف اس کے ایک شخص سوائے بنیاد اور منیخ خفین ہر ایک امر میں بن وقت اس کا جو چاہے۔ اپنے عقیدہ اور ایمان کے بخلاف جھوٹ بول کرے۔ تو اسی حالت میں اس ایماندار مسلمان کا جو اور نہ کوئی۔ ایک حصہ ثواب اور اس کچھ پر تقبیہ پار درو ملکو کا توحشہ ثواب۔۔۔ کیا صاف نہ ہب اور پاکیزہ دین اور بے مثل تلقین ہے۔ شیخ نہ ہب اُرسنا پا جم اضداد کا نمونہ ہے۔ جو گنتی اور شمار سے باہر ہے۔ لیکن ابتداء دینی کے لئے چند ایک کا حوالہ ضروری ہے۔ وصوہ وہذا۔

۱) ایک طرف سے تو شیعہ اسلام کے معنی امداد فل ہوا اللہ احد کے قابل ہیں۔ جو زی اسکا نہ ہے۔ تو دوسری طرف موجودہ اکثریت کی پیشانی پر درز کیا گیا ہے کہ شخص لاکھاں ملی ہے۔

۲) ایک طرف سے موجودہ قرآن میں ہے۔ کہ خداوہ ہے جس کی صفت ہے لیں مکملہ شیئ۔ تو دوسری طرف سے علی کا یہ گست بھی گایا جا رہا ہے۔

او صافِ علی بگفتگو مکن نیست ۷۔ گنجائش پر درج بوجو مکن نیست

من وصفِ علی براجی کئے دافم بـ۔ اـاـ دافم کہ مسئلہ او مکن نیست

۳) ایک طرف سے تو قرآن کے حصیانے والے پر لعنت کیا گیا ہے۔ (طاخنطرہ ہو کافی کا روضہ ص ۲۳)

امام با قرق رہا ہے۔ لعن اللہ الذین یکتمنون ما انذل اللہ۔ تو درستِ طرف تمام امامی کو قرآن کے حضانے والے بتا رہے ہیں جن کا پیشواد اور سرگردہ شاہ صاحب سید علی بن ابی طالب ہیں۔ اصول کافی ص ۶۷ ۔

۲۸) ایک طرف سے بقول مولا مشکل کشانے خود نیز ظاہر کر رہے ہیں کہ قرآن مجید ہر قسم باطل سے محفوظ ہے (کافی روضہ) تو دوسری طرف ابن مولائے مذکور سے جو حفظ الشہر ہر صادر ق ہے۔ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) جبکہ بجھہ طالب سے بھرپور ہے۔ القرآن قد خلق وَ أَحَدٌ ثَ فِيهِ مَا لَيْسَ فِيهِ (کافی روضہ) خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ جس طرح سے تمام حجوب اور جمع اضداد شیوه میں ہے میں ہیں۔ میرے علم میں تو کسی کافر سے کافر نہیں ہے و ملت میں کبھی نہ ہے کہ جہا دنیا عمر کے کسی دین و نہیں میں کسی نے یہ پڑھا ہو گا کہ کائنات عالم میں ایک الیسی ہتھی ہمیں ہے۔ جو خدا سے بھی زیادہ قوی اور طاقتور ہے۔ اُنہم آپ کو بتاویں۔ باذل صاحب مصنف حملہ حسیدری فرمائ رہے ہے ۵

قوی دستِ قدرت ز بازوئے او !!!

دستِ قدرت سے مراد خدا جس کا معنی صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ بحکم قرآن کریم یہ اللہ فوق ایدیہم۔ خدا کی قدرت کا انتہ جو سبکے اوپر برداشت ہے یہ قوت اور فوکیت اُس کی بر برت بازوئے حیدری ہے۔ بشک ہر کٹشک آرد۔ بقول روشن کافر گرد۔ کیا اب بھی کچھ پوچھنا ہے؟

کلب علی:۔ کلب حین سے بھائی۔ اس صہماں بے نیام کے لئے کوئی ڈھال بھی ہے یا کہ نہیں۔ کلب حین۔ بڑے میاں ہم ہر دو کلبوں میں سے اس شیر کا زیر کذا شکل ہے۔ البتہ ہم میں ایک نہایت نجت اور توحیح خاص سے پڑھایا ہوا کلب بسا ہے۔ ہم ائمہ صحبت ائمہ ان کو لپنے ساختہ لا کر بیشتریں گے کہ

دوتن کیک شود بثکند کوہ را

پاگندگی آرد آنسوہ را

تجھ کہم تین کیک جا ہے کہ بالاتفاق حملہ کریں گے۔ تو ایسے شیر کو چیر بھاڑک روپیا ہی عہشہ کے لئے بُت بے جان بنا دیں گے۔ جو اس سے پہلے ان کے امام الاعدیین کو ہم دے دینی بھائی

ابوؤا المشہور بباب شجاع نے بنایا تھا۔

بنگش : آپ کے دینی بھائی ابوؤا نے اپنے بزرگانہ اور کافرانہ کارنامے سے آپ میں نام تو پیدا کر دیا ہے۔ جو خلیفۃ ثانی کو شہید کر کے آپکے مواثکاتا والئے روزِ جزا تھی میں ام کلثوم کو بوجہ بننا چکے تھے۔ مگر اپس کی تیجت بـ حضرت عثمانؓ کو بھی راضفہ نے شہید کیا۔ اور آپ کے مشیر زکا قاتل بھی راضفی تھا۔ علیٰ حدیث احمد بن عروة کے ساتھیوں کو بھی خار و خلن میں لٹایا۔ الرضاؓ نواسہؓ کے حین فرزند رین العابدین کو بھی سے زید را از برخیاگ نیگختند! پرسرش خاتک نذلت نیگختند!

آخرش بحر بچوں برداشتند بہترانش کیت تنه بگداشتند!

کلب علیؑ - ذرا تفصیل سے بیان کچئے -

بنگش - اس کے متعلق تفصیل کی ضرورت نہیں۔ عیاں راجہ بیان - کلب عیاس کو ہمیزہ ملاقات میں اپنے ہمراہ لا کر ہیں مشکور اور مخطوط فرمائیں۔ پھر وہ جس نہایج کی طرف ہم کو بلاسیں گے۔ لبک کہتے ہوئے قدم اٹھاویں گے۔ کسی اچھی بات کی قبول سے لاجھکم خذ ما صفا و دع مَا كَلَسْ) میں انکا رہنیں -

اچھا۔ اب رخصت خدلئے تھا ای ہر ایت محنت فرمائے ہے

معارضہ

(اذصلیل)

ایک قادیانی بنیخ ایک قصیہ میں وارد ہوئے۔ اور ایک محمدی سے حب ذیل مکالمہ ہوا۔

قادیانی - آپ احمدی ہیں؟

محمدی - ہم میں محمدی بھی ہوں اور احمدی بھی۔ یہ نکاہ اخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور حضورؐ کے اسماء میں سے مشہور اسم محمد ہے۔ اور جسراں مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کی ثابت ہے۔ کہ حضورؐ کا اکم احتججی ہے۔ جیسا کہ صحیحین کی روایت سے ظاہر ہے۔

قادیانی - آپ مارے احمد قدیقی کو پیشہ تسلیم کرنے سے کیوں بگزیکر ہے ہیں۔ قرآن مجید کی گوئے اُن کی صفات دُنیا پر آفتاب کی طرح انشکارا پہنچپی ہے۔

محمدی: آپ اپنے پیغمبری صداقت کی کوئی دلیل قرآن مجید سے ارشاد فرمائیں۔

قادیانی: قرآن مجید میں خداوند کریم کا ارشاد ہے۔ لوتوں علینا بعض را لفڑیاں دلیل لافڑ ناما
بالیعن شہ لقطنا منہ اوتین (ایم قدح) یعنی اگر یہ رسول کوئی بات بھی ہم پرچھیں
باندھے تو ہم اسے لٹک کر دیں۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں کاذب تھے تو ان کی
مذاکت لعینی تھی۔ لہذا ان کا ہلاک نہ ہونا صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

محمدی: اس میں کسی بشر رسول کا ذکر نہیں۔ اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سہ نامہ متحارج
دلیل ہے۔ اسی آیت سے پہلے ان لوتوں رسول نعم پیں جرال کا ذکر ہے یہود کو جرال سے عداوت تھی۔
جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے من كان عذوا لله و ملائکته و دسله و جنل و ملائکل
فَأَنَّ اللَّهَ عَلَى وَلِكَافِرِهِنَّا۔ یہود جرال علیہ السلام کو احکام الہی کے پہنچانے میں خائن سمجھتے تھے جیسے
روانض کا ایک فرقہ آج بھی اس مرکا قائل ہے کہ وحی کا سبیط علی تھا۔ مگر جرال نے وحی محمد علیہ السلام
پر نازل کر دی۔ لہذا اسی رسول یہودی جرال کے متعلق ارشاد ہوا۔ لوتوں علینا بعض لافڑیں
(الآلہ) یعنی ہمارا یہ ما صدحا نشترکن کی صورت میں ہلاک کر دیا جاتا خداوند کریم نے اپنے ماصد کا امن
سہنا طاہر ہرایا۔ آپ مرزا صاحب کی فرضت سید نہیں کرتے لہذا اس آیت سے ان کی صداقت پر اسلام کو جذبات ہے
قادیانی: آپ مفسرین اور رسولوی شناوا اللہ وابن قسم و صاحب نہراس نے اس آیت میں لوتوں سے مراد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے۔ آپ ایک انوکھی تفسیر کر رہے ہیں۔

محمدی: آپ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں۔ لہذا آپ میرے سمات سے مجھے قائل کریں۔ اس وقت آپ کے
سامنے نہ تو ابن قسم ہے اور نہ ہی کوئی اور ففسر۔ قرآن مجید سے موجود ہے۔ اس کے سیاق در باقی
کو دیکھ کر انصاف سے بتائیے۔ آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سهم وبار کی تصریح کہاں موجود ہے
قادیانی: بہرحال منور بن آپ کے قول کی تردید کرتے ہیں۔ لہذا آپ کی تفسیر عطا ہے۔

محمدی: اہ کسی طرح جملہ منور بن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے تائیں ہیں۔ جملہ منور بن
ختم نبوت کے قائل ہیں۔ جملہ منور بن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو
کافر فرار نہیں ہیں۔ میرزا نیکوں کی جمیل تفاسیر جملہ منور بن کی تفاسیر کے خلاف ہیں۔ لہذا
آپ کا نسب بھی علط۔ آپ کا بیان بھی علط۔ آپ کے دلائی بھی علط۔ اور آپ کی تفسیر بھی
علط ہے۔

موعظہ عمر حسنہ

(از مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی)

امال ٹیکلہ نہزادہ کے علاقہ میں حضرت مولانا طہور احمد صاحب گوئی امیر حزب الانصار کی بیت میں مجھے بھی جانے کا موقعہ ملا۔ ٹیکلہ ٹانڈہ۔ بدھو۔ گڑھی برے صالح۔ ہری پور نہزادہ وغیرہ مقامات پر متعدد جلسے نعقد ہیئے جن میں حضرت امیر حزب الانصار کی بصیرت افروز و رفض و بیعت شکون لقائی رہی تھیں تو گوئی کی آنکھیں گھوول دیں۔ علاقہ نہزادہ میں دس بارہ سال سے رفض کے حبڑا شیم اور ہیں اندر پوشش پا رہے تھے۔ علاقہ کے سادہ بورخسلمان رفض کے ملک اثرات سے بے خبر تھے۔ مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب نہزادہ کے مل میں خداوند کریم نے بتیغ احکام الہیہ کا جذبہ پیدا کر دیا جس کیم صاحب مددوہ کی دعوت پر حزب الانصار کے تبلیغی و فدک علاقہ میں جانا پڑا۔ سرے صالح میں حضرت امیر حزب الانصار کی پہلی تقدیحی نے ہمیشیوں میں بھی پیدا کر دی۔ حضرت مددوہ نے نہایت حکیمانہ طرز استدلال سے صحابہ کرام نے دفایل بین فرائے۔ امیشیوں کے مطاعن کا رد فرمایا۔ آپ کی تقدیر میں کوئی افطاں لیا نہ تھا۔ جس میں شیعوں کی دلائل ای کے لئے کوئی وجہ پیدا ہو سکتی۔ مگر تقریر کے اختتام رسیشیوں کے موارد یوسف شاہ صاحب کھڑے ہوئے۔ اور اعتراض کرنے کی اجازت لے کر فرائے نہیں کر دیں۔

مولانا نے جو کچھ صحابہ کرام کے فضائل کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کے کمی شیعہ کو انکار نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی حضرت ابو بکر و دیگر صحابہ کے فضائل کا منکر نہیں۔ مگر ہم حضرت علی علیہ السلام کو رب سے افضل سمجھتے ہیں۔ مولانا نے نہایت متعلق علم طبیانی سے کام لیا ہے۔ اور مولانا کا یہ کہنا کہ شیعہ صحابہ کرام کو مرتد سمجھتی ہیں۔ محض افترا ہے۔

مولانا کیا آپ حضرت ابو بکر صدیق۔ عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم اور ان کے رفقاء کو مون سمجھتے ہیں۔ مولوی یوسف شاہ:- ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

مولانا:- صاف صاف کہو۔ میں اسلام اور ایمان کی تعریف سے ذات ہوں۔ کیا آپ مون سمجھتا ہوئے؟

مولانا:- کامل الایمان سمجھتے ہوئے؟

مولوی یوسف شاہ:- پریث نی کی حالت میں) ہل کا..... می الیمان سمجھتا ہوں۔
مولانا۔ لہذا ہمارا تباہی کے ساتھ کوئی تباہ نہیں۔ میں نے اپنی تغیری میں ان شیعوں کو مخاطب کیا ہے۔ جو ماذو اللہ صحابہ
کرام کو مرتد قرار دیتے ہیں۔

مولوی یوسف شاہ:- آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی شیعہ ایسا نہیں۔ جو سمجھا کہ امام کو مرتد قرار۔
مولانا۔ کتاب حیات القلوب (انہیں دیتے ہوئے) دیکھئے یہ ہے۔ آپ کے لہذا اگر مجلسی کی کتاب حیات القلوب
جلد ۴۰م۔ اس کے سرورق پر اس کے مصنف کو فدوۃ المحمدین زین المقالین عمدۃ مجتہدین شیخ الاسلام
مسلمین العالم الربانی اخوند ملا محمد باقر مجلسی (الاصفہانی طاب ثراه) کے خطابات دیتے گئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ
لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب ہے تصحیح علمائے شیعہ طبع ہوئی ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۷ کی ساقیں سطر پر پیش
علمائی اللہ عنہ کو منافق اور اکیوں سطراً پر تحریر ہے۔ کہ اس منافق درپیلوں نے چار یہ دھست
رسول خوبید و باذ زنا کر دی۔ اسی کتاب کی جلد تالث ص ۶۸ پر ہے کہ جبتو طائفوت سے مراد
ابو بکر و عمر ہیں۔ اور اسی کتاب کے جلد تالث ص ۵۹ پر ہے کہ فرعون این امت ابو بکر است سیاری
ایں امت عمر است۔ جا شیق ایں امت عثمان است۔ نبود بائند ان حوالوں کی رو سے نہ ہے شیعہ کا
عقیدہ دربارہ صحابہ کرام معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ جن کو کامل الایمان فرمائے ہیں۔ ان کے متلاف اپنے
اکابر کا فتوی سنئے اور ایسے اکابر سے بیزاری کا اظہار کر کے اہلنت کے طریقہ کو اختیار فرمائیے نیز
اسی کتاب جلد دوم کے ص ۲۶، پر ملاحظہ فرمائی۔ بعد رحلت رسول خدا مردم ہمہ مزید شد رجیعہ چالپر
علی مقداد سلامان د ابوذر۔

مولانا ٹھوڑا حمد صاحب ابھی کچھ فرما ناچاہتے تھے۔ کہ شیعوں نے جلسہ میں گڑ بڑا لدی۔ ایک شیعہ ہے۔
بدینہی کے ساتھ مجلس میں اچھلے کو دنے لگا۔ مجلس درہم بہم بہگئی۔ شیعوں نے شور پیا کہ ہماری
دلاؤزاری ہو رہی ہے۔ ہم سننا نہیں چاہتے۔ مجلس کی یہ حالت دیکھا رسولنا حکیم عبد الواحد صاحب نے جلسہ
کے اختتام کا اعلان فرماتے ہوئے۔ شیعوں کی اشتعال امیز حرکات پر نفرت کا اظہار فرمایا۔ اور
مسلمانوں کو چار من رہنے کی تلقین کی۔ دوسرے دن صبح و بکے خان عیا واحد صاحب کے مکان پر

نہ علاقہ مہارہ میں شیعہ نہیں کی تلقینت لگ ناواقف ہیں۔ عموم انسان لفظ شیعہ کو بُرائیں سمجھتے ایں لئے اپنے
ذریبے سرستہ رازوں کے انتشار پر شیعوں کا بھرک اٹھا تعالیٰ تجوہ نہیں۔ شیعہ اندر ہی اندر دس بارہ سال سے
خفیہ تبلیغ کر رہے تھے۔ اس نے مولوی یوسف شاہ نے تقبیہ کام لیتے ہوئے اپنے عقائد کو حصہ پا یا۔

شیعوں کے مولوی یوسف شاہ صاحب و مولوی کرم حین شاہ صاحب پنجے۔ اور حضرت مولانا طہور احمد صاحب تہاول رخیا لات کی اجازت طلب کی۔ مولانے خدا پیشی کے ساتھ انہیں اجازت دی۔ مکان کے اندر چالیس چھپرست نزین موجود تھے۔ یوسف شاہ صاحب کاروئیہ شریخانہ رہا۔ اور مولانا کے ساتھ ان کی گھنٹوں کا خلاصہ دنخ ذیل ہے۔

مولوی یوسف شاہ صاحب، ہم صرف احتماق ہون کے لئے حاضر ہوئے ہیں یہ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ہم صرف یہ دیافت کرنا چاہتے ہیں کہ کتب فرقہ میں اہل بیت کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی توجہ دی ہے۔ لہذا اہل بیت کے ساتھ انتساب اور ان کی محبت کے بغیر ان کی بخات ممکن نہیں۔

مولانا طہور احمد صاحب۔ اہل بیت کی مثال اگر کتنی توجہ کے ساتھ دی گئی ہے۔ تو دیگر احادیث میں صحابہ کرام کو ستاروں کے ساتھ تشبیہی کی گئی ہے۔ اصحابی کا الجhom بایہم اقتدیتم اعلیٰ یقین۔ دونوں احادیث صحیح ہیں۔ دونوں میں تطبیق اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اہل بیت کی بحث کی کشتنی میں سوار ہو کر ساحلِ سلامتی پر پھنسنے کے لئے صحابہ کی علامی اختیار کرو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے جو بالجھم ہم یحصّد ولن۔ یعنی کشتنی بان ستاروں کے ذریعے راستہ تلاش کر لیتے ہیں لہذا بحر حادث سے بخات کے لئے جہاں کشتنی درکار ہے۔ دو کشتنی کی سلامتی کے لئے ستاروں کا وجود بھی ضروری ہے۔ اہل نعمت و اجاعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اہل بیت و صحابہ کرام ہر دو کی محبت و اطاعت اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

مولوی یوسف شاہ۔ مگر آئیت مودۃ القریبی میں فقط اہل بیت کی محبت ہی فرض قرار دی گئی ہے۔ اس آئیت میں صحابہ کافر کرنہیں کیا گیا۔ والیکن ایسا مذکورت کے مفہوم یعنی قربی سے مراد چیخ تن یا کوئی لتوہیہ مولانا طہور احمد صاحب۔ - قل لَا إسْلَامُ كُلُّ أَهْلِ الْأَرْضِ لَكُلُّ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنْهَا شَرْرَتی تیہ ارکوئے میں نہارتے ایسا سالت طلب نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ مجھ سے بوجہ قرابست پھٹے سلوک سے پیش آؤ۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے۔ کہ حماذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیب فرود تھے جنہوں نے اپنی ضروری اُست سے پہ طلب کی کہ میرے کشته داروں کی علامی اختیار کرو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کاری فرب لگتی ہے۔ تمام انبیاء دنیا میں کسی سے اجر سالت طلب نہیں کیا۔ خود حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مستعد آئیں میں اجر میں طلب کرنے سے بخ کیا گیا ہے۔ شنا سورہ الحم میں ارشاد ہے۔ قل لَا إسْلَامُ كُلُّ أَهْلِ الْأَرْضِ علیہ احیوان

هو الا ذکر للعلمین - قربی بروزن فعلی مصدر ہے جو کا معنی اقربت ہے - قرآن میں ذوقی القربی کا لفظ نہیں ہے۔ اقربت سے اہل فرابت مراوئیں ہو سکتے۔

یوسف شاہ صاحب: تفسیر شعبی میں ہے کہ قربی سے مراد پنجتن پاک ہیں۔

مولانا: یہ آیت بالاتفاق مکی ہے۔ کہ میں حضرت علی کا سیدہ فاطمہ سے نکاح بھی نہیں ہوا تھا لہذا درایت سے کام کیئے جنین کا بھی دُنیا میں وجود ہی نہیں تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کو سن کر کفار مکہ نے قربی کا معنی بھجا ہوا کا۔ یا جو معنی صحیح سکتے تھے۔ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ لہذا تفسیر شعبی یا اس قسم کی تفاسیر کی روایات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔

یوسف شاہ صاحب: اپنے عجیب تفسیر فراہم ہے ہیں۔ ہم سب سُنی علماء سے بھی یہی سنت آئی ہیں کہ اس آیت میں قربی سے مراد اہل بیت ہیں۔

مولانا: کسی بھی تفسیر سوچے سمجھے بایں کر دنیا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری صحیح مسلم اور ترمذی میں سے رئیس المفسرین خیرامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا۔ کہ قربی سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس پر ابن عباس نے فرمایا۔ کہ تم نے جواب دینے میں عجلت کی۔ اصل یہ ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قولیں کے ہر خاندان سے قرابت تھیں۔ لہذا افرادیا کہ میرے اور تمہارے درمیان میں جو قرابت ہے اس کا الحافظ کرو۔

اب رئیس المفسرین کی اس تفسیر کے مقابلہ میں کسی کا قول صحیح نہیں ہو سکتا۔

یوسف شاہ: مگر مبالغہ کے موقعہ پر بکہ انفصال و انفكہ کے بلانے کا ارشاد ہوا تھا۔ تو انحضرت صدی اللہ علیہ وسلم نے پنجتن پاک کے سو اسی کو محراہ نہیں لیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ اُست میر، سے اس کوئی شخص ان کا ہم پائیہ نہیں۔

مولانا: مبالغہ تو ہوا ہی نہیں۔ نصاریٰ نے مبالغہ سے انکار کر دیا۔ اگر مبالغہ ہوتا تو دیکھا جاتا کہ انحضرت صدی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی رشید عذما و رسیدہ فدا کا۔ زیر ارضی اللہ عزیزا کو بلا یا حضرت علی کردار اللہ وجہ کے بلائے جانے میں بھی اختلاف ہے۔ جیسا کہ تفسیر طبری جلد سوم میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ابھی بلا یا نہیں گیا تھا۔ اگر تمام روایات پندرہ ای جملے توجہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی شریعتیت ثابت ہوتی ہے۔ وعده حضرت ابو بکر دیہی نے عمرہ بھی سردار اولاد شاہ نظر آتے ہیں۔ تفسیر درمشور حابد دووم نہیں۔ روح المعانی حبلہ اول میں حضرت جعفر صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ انحضرت حصے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر

حضرت عمر اور حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کو مجسم مع اونا در جلا ایا تھا۔ لپس آئیت بمالہ سے آپ کا استقبال باطل ہے۔

یوسف شاہ صاحب : حضرت ابو بکر و دیگر صحاب رسول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر بھی شامل نہیں ہوئے۔

مولانا ۔ یہ بعض شیعوں کا افتراء ہے۔ بیانِ القبور جلد دو مرکے صفحہ ۸۶ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز ادا کرنے کے لئے تمام لوگ اجمع ہوئے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز میں نماز جنمادہ ادا کرنے کا ایزاد ہے۔ اگر حضرت علی اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

حضرت عباس نے جنکر اخلاق دی کہ مردم اتفاق کردہ اندک حضرت رسول را دریقیع دفن کئے۔ د ابو بکر پیش بایت خود بہار حضرت نماز کرد (الآخر)

یوسف شاہ صاحب : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چزوں سے تسلک کا حکم دیا ہے۔ کتنے بے اشہد تھرت رسول اللہ۔ لیکن اہل سنت کا طرز عمل اس فرمان کے مطابق نہیں ہے۔ عترت و اہل بیت کے ساتھ تسلک اور ان کی اطاعت کی بجائے امام ابو حنیفہ و امام شافعی وغیرہ کے تقلید بنے ہوئے ہیں۔

مولانا ۔ صحیح مسلم میں آپ کی پیشکردہ حدیث موجود ہے۔ مگر صحیح مسلم سے بڑھکار اصح الكتب یعنی صحیح بخاری میں کتاب اللہ و منقی کے الفاظ ہیں۔ لہذا بخاری کی روایت کے مقابلہ میں مسلم کی روایت قبول نہیں کی جاسکتی۔ ہیں صرف کتاب اللہ و منقی رسول اللہ سے تسلک کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم الہبیت اور ہم کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کا بھی احترام محفوظ رکھتے ہیں۔ اہل سنت کے دلوں میں حسب اہل بیت موجود ہے جنپی و شافعی کہلانے سے یہ مطلب نہیں کہ ہم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر ضبط اطاعتہ یا امام قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایسے نے کتاب و منقی کی روشنی میں احکام دین کو درست کیا۔ اور ان میں بھی اوارکیا۔ انہوں نے اپنے لہب کی تدوین کی۔ اب جو شخص امام ابو حنیفہ کے اجتہاد پر عمل کرے گا جنپی کہلانے گا۔ اور جو امام شافعی کے اجتہاد پر عمل کریگا۔ وہ شافعی کہلانے گا۔ لکھن ہم سے کوئی شخص بھی امام ابو حنیفہ و امام شافعی کو مخصوص نہیں سمجھتا۔ درصل ہم سب محمدی ہیں اور اسلام ہی ہے۔

یوسف شاہ صاحب : کیا وجہ ہے کہ آپ کے محدثین نے اہل بیت سے روایات قبول نہیں کیں ؟

مولانا۔ کتب احادیث میں سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے صدیع احادیث درویں ہیں۔ اسی طرح دیگر ائمہ سادات سے بھی احادیث روایت کی گئی ہیں۔ مکھرست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف ۲۰ کے قریب احادیث مردوی ہیں کسی زرگ سے احادیث کا کام مردوی ہونا ان کی جلالت شان کے منافی نہیں۔ نیز اس سے مخفیہ ناہبتوں نہیں ہوتا۔ کرویان احادیث و محدثین کو معاذ اللہ ان سے کوئی عادات تھی کوئی سنی ایسا نہیں جس کے دل میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت نہ ہو۔ مگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت کم روایات درویں ہیں۔

گفتگو کے اس مرحلہ پر یوسف شاہ صاحب کی سنت ساکت ہے۔ اور کرم حمین شاہ صاحب نے لگنگو کاروچ بدلتے کے لئے خس و نیزو کے متعلق سائل دریافت کرنے شروع کر دیتے جبکہ حاضرین پر مولانا کے آنداز بیان کا گھرا اثر ہوا۔ چانپھ خان عبد الجبار علوان صاحب تھیں بلدر کبر فران عبد الوحد خان صاحب نے فرمایا۔ کہ میری تائج ہی سلی ہوئے ہے۔ شیعوں کی محبت کے اثر سے میرے عقاید میں تذبذب پیدا ہو گیا تھا۔ الحمد للہ کہ کچھ میرے تسلیم شکوک و اعتراضات کا قلع قمع ہو گیا ہے۔ دن کے ۱۷ ابجے یہ مجلس برخاست ہوئی۔ اسی روز بعد نماز طهر جلسہ عام میں مولانا کی تقریر ہوئی۔ شیعوں کی درخواست پر ابتدی پکڑ صاحب ہری پورہ اورہ بھی وہی پیغام گفتے۔ اور جلسہ کے انتظام کے لئے موجود ہی جلسہ بند کرنے کے لئے شیعوں کی پیاسی ناکام رہیں۔ اور جلسہ پھر و خوبی فتح ہوا۔ اور خوب الانصار کے تبلیغی و فدکی تقاریر نے مسلمانوں کی علاقت کے قلوب پر گہرا انشکیاں۔

کشف الخطا

شیعوں نے حال ہی میں ایک سالہ شایع کیا ہے جس میں یہ علم خود سو آیات قرآنیہ سے برخال الیہن فی المصلحتہ پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید ملا حسن شاہ صاحب پر کاروچ نے کشف الخطاء کے نام سے اس کا اعدہ رتو تایف کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ رسالہ و مکھیتے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت دیوار اسے ملٹن کا بیٹھا۔ صنیع حسین (رسالہ شمس الدین اسلام) رکھیو۔ (میجاہب)

کوہ کارڈنل یونیورسٹی کا گل

۱۳ اکتوبر کا ایجنسن بیان میں مولوی میر شاہ صاحب و مولوی عبدالرحمن صاحب سیانوی میکسلہ وہنہار کے علاقہ کا بتیلیخی دورہ کیا۔ میکسلہ میں چارٹ دار جلسے منعقد ہوتے رہا۔ علاوہ ازین موضع بدھوضلٹ کیبل پور۔ موضع ٹانڈہ دگرالی صلح راولپنڈی۔ ہری ہرہانہ و سری کے صالح وغیرہ میں بھی بتیلیخی جلوں کا افتادہ۔ اسپی پوراولپنڈی میں ایسے حزب الانصار کی تین تقاضیں تھیں۔ الحمد للہ کہ حداد نذریم نے حزب الانصار کے کارکنوں کو رفض کے قلع قمع کی توفیق عطا فرمائی۔ بالآخر تاریکیوں میں حق و صداقت کا اختاب طویع ہوا۔ اندھے دیکھئے گے۔ بہرے منشی لگے۔ اور نتگڑے چینے چرنے کے خالی ہو گئے۔ شپر چشم تاریکی کی تلاش میں اپنے گوشہ ہائے عافیت میں حصہ گئے۔

مولوی میر شاہ صاحب علاقہ جھبا ویاں کے بتیلیخی دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں۔ یکم اکتوبر سے مولوی قاسم نور صاحب و اعاظل اللہی کو بھی حزب الانصار کی طرف سے بین مقسر کیا گیا ہے۔ مولوی قاسم نور صاحب علاقہ وہنہار کا دورہ فرمائے ہیں مولوی عبدالرحمن صاحب سیانوی جبل پور روانہ ہو چکے ہیں۔ یکم نومبر کے بعد ایجنسن بیان میں حزب الانصار کلکتہ کے بتیلیخی دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اور غائب اور مصطفیٰ المبارک سے پہلے اسپی بھریہ میں تشریف فرمائے گئے۔

دارالعلوم غزیزیہ بھریہ کی ایک شاخ جامع سبجدیاںی صلح شاہ پور میں یکم شaban ۱۴۲۵ھ سے قائم کی گئی ہے۔ میانی میں حزب الانصار کے اتحاد مجلس کے صدری غلام جلالی صاحب ناظم میں علام احمد جمالی خازن میاں محمد امین صاحب بھکل منتخب ہوئے ہیں۔ حزب الانصار کے ارکان کی تعداد میانی میں بڑھ رہی ہے۔ مولانا محمد سعید صاحب خاضل ڈاہیں کو درس فقرہ کیا گیا ہے۔

علاوہ ازین ماہ شوال سے قادیانی کے درس محمدیہ میں حزب الانصار کی طرف سے ایک درس نظری کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کے مصارف حزب الانصار کے ذمہ ہوں گے۔

شکر و امتنان

ماہ القمر میں حب ذیل اصحاب نے بِ تفصیل ذیل دارالعلوم عنیزید بھیرہ کی ادا و فرمائی
میون فرمایا ملائیں شعور میں ایکان کے ماہنہ عملیات کی تفصیل سلسلہ نہیں ہے ۱۵۰
..... مستری محمد شفیع صاحب لعلہ - علی محمد ولد کرم صاحب - دکٹر تاجربہ علی پورہ
عائیہاب مولوی جوہر میں صاحب رئیس انجمن رکنیتہ نہیں - احمد دین صاحب محلہ تیلیاں والہ دوڑو پیہہ
مشنی برکت ملی صاحب پتواری ... صفتہ - نشی فضل کریم صاحب درس چکراڈس عہد
سردار محمد امیرخان صاحب سینکن عٹھ - مولوی علام حسن صاحب لاہل پور - عٹھ
محمد بخش صاحب چکراڈس عہد - ملک محمد تقی صاحب عٹھ - بدریہ مولانا حکیم محبوب عالم صاحب چکلا عہد
سلامان مرغیہ دھوپلیں میں پور۔ صعلہ - بدریہ مولانا حکیم عبد الوحد صاحب و خان عبدالوحید صاحب کے
صاحب عٹھ حاجی غلام ضیب صاحب پراچہ پت اور منشی - چہرہ لالہ صاحب نگروار چاداہ شہر - حاجی
محمد دین صاحب چاداہ شہر - مستری محمد رضوان صاحب عٹھ - جناب الہہ میں صاحب چکروں عہد
مستری غلام محمد صاحب صہ - حاجی غلام جیلانی صاحب نکھل عہد - پیر علیہ بن شاہ صاحب بسال عہد غلام
حسن قاسم صاحب بسال عہد بکرم دین صاحب بسال عٹھ - صدر دین صاحب شہ - حاجی فضل کریم صاحب
تین روپیہ میاں کریم بخش صاحب دھوپی عٹھ - ملک لال خان صاحب کوٹ مونی عاشقی عطاء محمد
صاحب ہا - مستری غلام رسول صاحب چکراڈس آیا روپیہ - جزاہمداد اللہ خدا ۱۵۱
دارالاوقاف میں کی تعمیر و جامع مسجد کی مرمت کے لئے حب ذیل رقم سو صول چوپیں۔
قاسم صاحب بھکرہ عہد - گل محمد صاحب ارائیں چہرہ - محمد صاحب دکٹر جزاہمداد نیز بخرا
ابھنکاں احباب و مخلصین نے اس اہم کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس صدقہ جاریہ ہیں تھے یعنی
ذی نرودت و مخیر حضرات جلدی توجہ فرمائیں۔ تعمیر کام خدا کے ہمدرد صہ پرشتری را دیا کیا ہے۔
گل سرایہ موجود نہ ہنیکی وجہ سے دماغی تضکر ۱۔ بڑھ رہتے ہیں۔ موسم سرما کی شدت سے پہلے دو تین
کمروں کا تعمیر یعنی جانابے حاضر و رہی ہے۔
حب ذیل حضرات نے حبیریہ شمس الاسلام کی توسعہ اشاعت میں حصہ یکر خدام اسلام کی

حوالہ افزائی فرمائی : - مولانا حکیم عبدالواحد صاحب نہراہ ۱۷ خریدار - مولانا حکیم عبدالسلام صاحب نہراہ ۱ -
مولوی رحمت اللہ صاحب نیروز پور ۱ - راجہ فیروز دین صاحب بھاڑہ ۱ - میان غضن احمد صاحب بھیرہ ۱ -
مولوی محمد رمضان صاحب کمالیہ ۱ - حان زادہ علام احمد صاحب بگش ۱ - مولوی حکیم محجوب لام صاحب و
مولوی محمد داد صاحب ٹیکسلا ۲ - جذام حسن اللہ خیر الجزا ۳

مرزا علام محمد قادریان کا نہیں ہے

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی

(مرزا صاحب کی کتاب اور صفحہ کا حوالہ ہر جگہ دیا گیا ہے)

۱، جو شخص مجھے میں اور بھی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں جانتا۔ خطبہ الہامیہ صحت ۱۔
۲، غلبہ کاملہ (دین اسلام) آنحضرت صدم کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ سیخ موعود اپنی
کے وقت ظہور میں آئیکا (الخصوصاً بقطعہ صملہ چشمہ معرفت) ۳۴، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تین نہایت بجز اس تھے (تحفہ گواراہ ص ۲۶) مگر مرزا کے دس لاکھ نشان (جزہ اور نہ ایک ہوتا
ہے مکالم نصۃ الحق) ۴۲، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دین کی حالت پہلی شب کے چاند
کی طرح تھی۔ مگر مرزا کے وقت چودھویں رات کے بدر کاں جبی می ہو گئی۔ (مفہوم ص ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵)
۵، خدا کے نزدیک اس کا مرزا (مہور صطفی) کا ظہور مانا گیا ہے۔ (خطبہ الہامیہ صحت ۲) (۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رابن میریم، دجال اور یا جو ج ماجوح اور دابة الارض کی حقیقت کا لام سکش

نہ ہوئی۔ اور مجھ پر کھلے طور پر کشف کردی گئی۔ ازالہ اور امام جلد دوم ص ۲۰۳) (رکے) یہ بالکل صحیح اب ہے۔ کہ
آنحضرت ترقی کر سکتا ہے اور بڑتے سے بڑا جو پاسکلتے ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر تباہ ڈاڑھی خلیفہ
نادیانی مطبوع راجحا الفضل (۱۹۲۳ء) (۹۸)، حضرت سیخ موعود (مرزا علیہ السلام کا ذہنی ارتقاوں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیا رہ تھا اس زمانہ میں تدقیقی نیا رہ ہوئی ہے اور یہ جزوی قصیت ہے جو حضرت سیخ موعود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقی کی تھی اور یہ بابت ماہی ۱۹۷۶ء (۹۹)، دنیا میں جو تھا۔ مکر جو کی روح نہ تھی؟ دنیا میں قرآن تھا اگر
رآن کی روح نہ تھی۔ اور اگر حقیقت پر غور کر دو مصلی اللہ علیہ وسلم جو موجود تھے۔ مگر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح موجود نہ تھی۔ (خطبہ
ادان مسندہ الفضل الارما پر ص ۱۹۷۶ء)

تبلیغی کتب میں

تحقیقت شیعہ: مولفہ قطبی شاہ صاحب نویسنده شیعہ
کے مرتبہ رازوں کا اکثرت فی سینکڑہ پانچ روپے
فی نسخہ ایک آنہ -
رکھات تراویح بسیں کوت تراویح کا
شوت قرآن - حدیث - آثار جماع امت سے
فی سینکڑہ ایک روپیہ دھم،
مہابت القرآن: عیسائیوں کے مشیر سالہ
حقائق قرآن کا بلیغ رو۔ اس سالہ کے ذریعہ میرزاں
کے مخالف یعنی دریافت میں عیاسی لاؤں کی تعداد
حقائق قرآن کو سالہ مفت بمقابلہ کرتے ہیں۔ لہذا پڑیات
القرآن کی وسیع اشاعت بنا پڑتے فوری ہے۔ قیمت
فی سینکڑہ سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ
سو دفعہ میرزا مولفہ حاجی حکیم ڈاکٹر
محمد علی صاحب۔ اس سالہ میں طبی دلائل اور
مرزا صاحب کی تحریرات سے بر ثابت کیا
گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادریانی نبی تھے نہ
سیع نہ مجدد تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض مالیو لیا کے
مرض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی
محسن مرض مالیو لیا کے باعث تھے۔ رسالہ اب
دوبارہ مدد اضافہ کے طبع ہوا ہے جسیں فاضل
مولف نے میرزاں کی بعض تحریریں کا ذریان
نہ کن جواب دیا ہے۔ قیمت ۵

سیف الدلائل۔ اس کتاب میں مولانا
ابوفضل بربن مکمل خلافت پر مکمل الارجح کر کے
خطاء نلاخہ رسول اللہ علیہم السلام جدید کی خلافت حقہ
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب
میں فیض ہاری اور تحریر داری اور آئینہ نویشنہ کے
برسائل میں شائع کرد ہیں بلطفہ نعمانی مجید فہیب
شیعہ کا فتویٰ عبارہ میں حجاز بدعات محمد محبی بیخ کیا
گیا ہے۔

حکمہ مرا نعمہ: جدید اسلام کے دستور ۱۹۷۳ء
کا ایڈیشن جو قادیانی نہر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔
اس میں نہایت عمدہ مصناعین قادریوں کی روایت
درج ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنہ ۴۰
تحمیک قادیانی: مولفہ جانب سید
جیسے صاحب مالک اچاریسا است لاہور۔ قادیانی کے
عقاید پر عمل تبصرہ اور رو۔ قیمت ایک روپیہ
حرمت تحریر داری کے مقلق شیعہ علماء و
مجتہدین کے مقابلے فی سینکڑہ دو روپیے۔

علمی جواہر زندگانی شاہزادہ چار پانچ سال کے رسائل
شمس الاسلام کے کچھ سچے موحدوں یا سالمیت
جلد نایاب ہو جائیں گے۔ اور پھر کسی قیمت پر نہ
مل سکیں گے شائقین علیہما قیمت پر دو آنہ فی
پچھے کے حسابے مندو سکتے ہیں:

پیشہ کا: مسیح بن شمس الاسلام تحریر دیپنیاب

بیلیخی کتاب میں

کشف المحتجه اول حصہ سوچم - مولفہ سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری۔ یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی چند کاپیاں زائد طبع کرائی گئی ہیں۔ شاٹقین جلدی طلب کریں۔ شیعہ کا رسالہ "نور ایمان" کی دفعہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریحے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہتی کھنکاری مسائل شیعوں کے اصول فرقہ۔ اہانت کی صداقت پر قرآن۔ حدیث اقوال علماء سادات رکبت شیعہ کے حوالہ سے۔ پر نبردست لاائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست جیہہ کا کام دیتی ہے۔ مجتہدین شیعہ اسی جواب سے عاجز آ چکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دنیان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت اٹھ آئے (در) تماز یا نہ عبرت ارویدا و مقدمات قادمی) اس کتاب میں ان فوجداری مقدمات کو دا سپورتی صحیح رواییاً و ذیج ہے جن پر میرے قاییان دوں لیک ملکر کروں اں ریکرسات سور و پیغم بر روا نہ یا حضور ماہ قید کے سزا ایاب ہئے تھے۔ ان واقعات کی تفضیل دفع کتاب ہے جو دو اون مقدمہ قوع میں آتے ہیں۔ مرا صاحب کا اپکار عدالت میں عیش کھا کر گزنا کھسڈاں پل میں پر کھڑا رہتا۔ پیاس سے جاں بلب بیکریاں ماندا اور ریانی نہ ملینا وغیرہ وغیرہ حالات قابل بدبیں یہ راصح است اس کے اکیں عدالت ہو لویں فرادرین عینہ کھیم تے حلیق بایاں میں دروغ بیانیاں بیوت اور خلافت کی ظنی کھوئی کیلئے کافی ہیں۔

آخر صدایت: مولفہ شیرا مام مولانا ابوالفضل دیرہ۔ اس کتاب میں نہ ہشتہ یہ کی حقیقت کامل طور پر جی کی ہی ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہتی کھنکاری مسائل شیعوں اصول فرقہ۔ اہانت کی صداقت پر قرآن۔ حدیث اقوال علماء سادات رکبت شیعہ کے حوالہ سے۔ پر نبردست لاائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست جیہہ کا کام دیتی ہے۔ مجتہدین شیعہ اسی جواب سے عاجز آ چکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دنیان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپیے۔ برقہ آسمانی رخ من قادیانی یہ وہ کتاب ہے جس کا اسٹار کیتے گئے تھے۔ شیعوں کی خفک گئی تھے الحمد للہ کہ زیور طبع سے اُراسہ ہو کر اس کا اول حصہ شاٹقین کے ہاتھوں ایں چار میں مولانا طہور احمد صاحب مگوی کی پیر کرتہ آکر ا تصنیف مرزا ایوب کا نام قائم بند کر دیئی۔ شاٹقین بہت جلد طلبی۔ ماویں۔ ورنہ ایڈشن ثانی تا انتظار کرنا پڑیا۔ قیمت لاسکت برابر صرف ۸ ر تذکرہ مشاخچہ بیویہ۔ سجا کے مشہور معرف علمی خاذلان کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد نصیلین حب صبا شمسیہ حمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات مطالم الحرم کریم خواہ شہزاد حضرت اس را لے تو قیمت ہم طبق مکتبہ ہی کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ مائیں پریمن۔

ملکہ کا: شیخ شمس الاسلام بہیرہ (بنیاب)

بامہماں طہور احمد بگوی ایڈیٹر طہور پیشمنویں بکری کی کس کروہ سے حمیکر دفتر نگہداری مکملہ (حکایت) شائع ہوا۔